عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

۱

محرم الحرام ۱۳۱۸ھ
مئی ۱۹۹۷ء

بسم الله الرحمٰن الرحیم

قال الله تعالیٰ فی القرآن العزیز الحکیم

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن

رسول الله وخاتم النبیین

قال النبی صلی الله علیه وسلم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

زیر سرپرستی خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ * پیر طریقت حضرت سید انور حسین نفیس رقم مدظلہ

لولاک ذرہ زجہان محمدؐ است

ماہنامہ لولاک ملتان

ترجمان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بیاد مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا
تاج محمود رحمتہ اللہ علیہ

نگران اعلیٰ
فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قیمت فی شمارہ =/10 روپے سالانہ =/100 روپے بیرون ملک =/1000 روپے پاکستانی

جلد 1 شمارہ 1

جیف ایڈیٹر
* صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر
* چوہدری حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
* رانا محمد طفیل جاوید

ناظم
* قاری محمد حفیظ اللہ

*

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
صاحبزادہ محمد عابد
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا بشیر احمد
مولانا جمال اللہ الحسینی
مولانا خدابخش شجاع آبادی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا حفیظ الرحمان
مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا فقیر اللہ اختر
چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد

پتہ:۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ✆ : 514122

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: الکتاب گرافکس کمپیوٹر پبلشرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

تشکیل

اداریہ ———— ادرہ ———— ۳
تحفظ ختم نبوت اعزازِ اولیت ———— ابوذر ———— ۵
قادیانیت شبہات کے جوابات ———— ادارہ ———— ۹
میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی؟ ———— مولانا لال حسین اخترؒ ———— ۱۳
مجلسِ تحفظ ختم نبوت کے امراء ———— مولانا تاج محمودؒ ———— ۲۴
مکتوبِ محمود ———— مولانا تاج محمودؒ ———— ۲۹
مسیحی اعتراضات کے جوابات ———— مولانا لال حسین اخترؒ ———— ۳۳
مرزا غلام احمد کے دعویٰ اور انکا انجام ———— مولانا عبداللطیف ———— ۳۹
جماعتی سرگرمیاں ———— اورنگ زیب اعوان ———— ۴۱
تبصرہ کتب ———— ادارہ ———— ۴۵
چہل حدیث ———— مولانا محمد طیب ———— ۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفرِ نو و عزمِ نو

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما۔ و بانی رکن۔ مجاہد ملت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے تینتیس سال قبل ہفتہ وار لولاک کا فیصل آباد سے اجراء فرمایا تھا۔ اسکا پہلا شمارہ ۲۰ مارچ ۱۹۶۴ء کو شائع ہوا۔ یہ رسالہ خالصتاً تبلیغی اصلاحی، اور تعلیمی تھا اور انہیں خطوط پر حضرت مولانا مرحوم نے پرچہ کو اپنی زندگی کے آخری وقت تک جاری رکھا۔ آپ کی وفات (جنوری ۱۹۸۴ء) کے بعد آپ کے جانشین حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب نے (مئی ۱۹۹۷ء تک) پرچہ کی آبیاری فرمائی۔ محترم صاحبزادہ کی صحت۔ گھریلو۔ وجماعتی ذمہ داریوں کے باعث ان کی خواہش تھی کہ اب پرچہ مجلس کے مرکزی دفتر سے شائع ہو۔ اس امر پر مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے گزشتہ اجلاس میں طویل غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان کی حیثیت سے ہفتہ وار لولاک کی ایک عظیم تاریخ اور گرانقدر خدمات میں اب جبکہ بحمدہ تعالیٰ عالمی مجلس کا ایک ہفتہ وار ترجمان ہفتہ وار ختم نبوت کراچی بھی بڑی آب و تاب اور کامیابی سے جاری ہے۔ اس لئے کراچی کے پرچہ کو نہ صرف ہفتہ وار رہنے دیا جائے بلکہ اسے مزید خوب سے خوب تر بنایا جائے۔ اور ساتھ ہی ہفتہ وار لولاک کو بجائے ہفتہ وار کے ماہنامہ کر دیا جائے اور فیصل آباد کی بجائے ملتان کے مرکزی دفتر سے اسکی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ الحمدللہ پریس برانچ لاہور نے اس کے لئے این۔او۔سی جاری کر دیا ہے۔ اب صرف ڈی۔سی ملتان کی طرف سے اجازت نامہ پر دستخط ہونے باقی ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ آج بھی اس پرچہ کے بنیادی اہداف تعلیمی، اصلاحی تبلیغی ہوں گے۔ اسکا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اتحاد وبین المسلمین کا علمبردار۔ اور رحمت عالم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ اور عقیدہ ختم نبوت کی ترجمانی کا داعی اور خادم ہوگا۔ نئے ہجری سال سے اسکے نئے سفر کا نئے عزم سے آغاز کیا جا رہا ہے۔ ابتدائی طور پر طباعت و اشاعت کے لیے نا تجربہ کاری کا عذر آپ حضرات کے سامنے رہے۔ اسکی خوبیوں اور خامیوں پر آپ حضرات مطلع فرمائیں گے۔ ہماری کوشش ہوگی اسے بہتر سے بہتر انداز میں آپ حضرات کے سامنے پیش کر سکیں۔ اللہ رب العزت اپنی رحمت و عنایت خاص سے انحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے صدقے ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب فرمائیں۔ اور ان حقیر خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ تمام رفقاء جماعتی احباب سے دعاؤں کی درخواست کے ساتھ نئے سفر کا آغاز ہو رہا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے رحم و کرم کا معاملہ فرمائیں اور تمام رکاوٹوں کو دور فرما کر آسانیوں کی لعت ارزاں فرمائیں۔ آمین ثم آمین

بحرمة النبی الامیی الکریم خاتم النبیینؐ وعلیٰ آلہ واصحابہ و ازواجہ و علینا معھم یا ارحم الراحمین رب یسر ولا تعسر

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کا سانحہ ارتحال

لکھنؤ سے آمدہ اخباری اطلاعات کے مطابق عالم اسلام کے عظیم سکالر و راہنما حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کا گزشتہ دنوں انتقال ہو گیا ہے مرحوم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد اور شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز صحبت تھے۔ پون صدی سے زائد کے طویل عرصہ پر آپ کی گرانقدر خدمات دینیہ کی عظیم الشان و قابل فخر روشن و درخشندہ تاریخ پھیلی ہوئی ہے۔ آپ ایک اعلیٰ پایہ کے عالم دین۔ مناظر و محدث اور صاحب قلم تھے۔ مختلف موضوعات پر آپ کی بیسیوں عظیم الشان تصانیف ہیں۔ ردِ قادیانیت پر آپ کے تین مختصر مگر جامع رسائل ہیں۔ قادیانی غیر مسلم کیوں؟ "قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ" اور حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام" ان کے علاوہ فن حدیث پر آپ کی جامع منتخب احادیث کا مجموعہ ہے جسکا نام معارف الحدیث ہے جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ

دارالعلوم دیو بند کی شوریٰ کے رکن اور ماہنامہ الفرقان لکھنؤ کے ایڈیٹر تھے۔ آپ کا وجود قدرت کا عطیہ تھا۔ آپ کی ذات سے قدرت نے بڑی خیر و برکت وابستہ فرمائی تھی۔ انکا وصال موت العالم موت العالم کا صحیح مصداق ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنی شایان شان ان کے ساتھ معاملہ فرمائیں۔ حضرت مولانا کے تمام عزیزان و شاگردان دارالعلوم دیو بند کے وابستگان بلکہ پورا عالم اسلام بجا طور پر تعزیت کا مستحق ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ادارہ لولاک ان حضرات کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ عالمی مجلس کے مرکزی دفتر میں واقع مدرسہ ختم نبوت میں مرحوم کے لیے قرآن مجید کے ختم کرائے گئے۔ ہم ملک بھر کے تمام دینی مدارس کے ذمہ دار حضرات سے استدعا کریں گے کہ حضرہ مرحوم کا ہم پر حق تھا جسکا تقاضا یہ ہے کہ ان کے لیے برابر ختم قرآن اور ایصال ثواب کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ حضرہ مرحوم کی مغفرت فرمائیں۔ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔ (آمین)

حضرت امیر مرکزیہ اور حضرت نائب امیر کی سفر حج سے واپسی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ نائب امیر حضرہ اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ۔ حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عابد خانیوال حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان کراچی۔ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب (خطیب وانچارج ربوہ) مکرم رانا محمد طفیل جاوید سفر حج پر تشریف لیگئے تھے۔ حضرت امیر مرکزیہ اور حضرت نائب امیر کے ہمراہ دوسرے رفقاء و خدام بھی تھے۔ بحمدہ تعالیٰ ہر دو اکابرین مجلس اپنے رفقاء سمیت بخیر و خوبی سفر حج سے واپس تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان اکابرین کا سایہ ہم خدام پر تادیر قائم رکھیں تا کہ ان کی قیادت و سیادت میں امت مسلمہ عقیدہ ختم نبوت کے لئے اپنی محنتوں کو جاری رکھ سکے (آمین) مکرم صاحبزادہ حافظ محمد عثمان جالندہری ایڈووکیٹ تاحال سفر حج پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی نصیب فرمائیں۔

حضرت ناظم اعلیٰ کی برطانیہ روانگی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما اور مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندہری جماعتی امور اور سالانہ ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کے انتظامات کے لئے ۵ مئی کو برطانیہ کے سفر پر تشریف لیگئے ہیں۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی مجاہد ختم نبوت آپ کے ہمراہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے سفر کو دین اسلام کی ترویج اور عقیدہ ختم نبوت کی اشاعت کے لیے وسیلہ کے طور پر اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازیں۔ حضرت مولانا طوفانی صاحب اگست تک برطانیہ میں قیام فرمائیں گے۔ اور حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کی ڈیڑھ دو ماہ تک واپسی ہو گی احباب ان اکابر کی صحت و سلامتی اور مشن میں کامیابی کے لیے دعاؤں کا تسلسل جاری رکھیں۔

قادیانیوں کی فرم "شیزان" کی مصنوعات
کا بائیکاٹ دین دوستی کا ثبوت ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان

تحفظ ختم نبوت ——— اعزاز اولیت

ابوذر کے قلم سے

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد کفر و اسلام۔ حق و باطل، ہدایت و ضلالت، کا باہمی ٹکراؤ ابتداء سے جاری ہے۔ حق و ہدایت کا منبع و مرکز نبوت کی ذات گرامی ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے ہدایت کی خیر و برکت نبوت کے قدموں سے وابستہ فرمائی ہے۔ ہر وہ شخص جو ذات نبوت سے وابستہ ہوا۔ فلاح پا گیا۔ جو نہ جڑسکا وہ مردود ہو گیا۔ عالم کون و مکان کے مقصود۔ خلاصہ کائنات، وجہ تخلیق عالم اور رشد و ہدایت کا منبع و سرچشمہ اللہ رب العزت نے حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات بابرکات کو بنایا۔

اللہ رب العزت کے خزانہ میں نبوت و رحمت کی جو نعمت تھی وہ آپ ﷺ پر نچھاور کر دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ورحمۃ اللعالمین کے اعزاز سے نوازے گئے۔

اللہ رب العزت نے رحمت عالم ﷺ کے اس اعزاز خاتم النبیین کو ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید میں ایک سو سے زائد آیات کریمہ نازل فرمائیں اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے آپ ﷺ کے ذخیرہ احادیث میں دو سو سے زائد روایات موجود ہیں۔ امت کا سب سے پہلا اجماع عہد صدیقیؓ میں ختم نبوت کے مسئلہ پر ہوا۔ چونکہ یہ مسئلہ دین کا اہم بنیادی اور اساسی مسئلہ ہے اس پر پورے دین کی عمارت قائم ہے۔ اس میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ اسلئے اس مسئلہ میں چودہ سو سال سے کبھی بھی امت دو رائے کا شکار نہیں ہوئی۔ بلکہ جس وقت کسی شخص نے اس مسئلہ کے خلاف رائے دی امت نے اسے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا۔

ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کا ہی ایک حصہ ہے۔ دین کی نعمت کا اتمام آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ہوا۔ اس لیئے دین کے اس شعبہ کو بھی اللہ رب العزت نے خود آنحضرت ﷺ سے وابستہ فرما دیا۔ اور سب سے پہلے خود آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ میں پیدا ہونے والے جھوٹے مدعیان نبوت کا استیصال کر کے امت مسلمہ کو اپنے عمل مبارک سے کام کرنے کا عملی نمونہ پیش فرما دیا۔ چنانچہ اسود عنسی کے استیصال کے لئے رحمت عالم ﷺ نے حضرت فیروز دیلمیؓ کو اور طلیحہ اسدی کے مقابلہ میں جہاد کی غرض سے حضرت ضرار بن ازورؓ کو روانہ فرمایا۔ یہ امت کے لیے خود آنحضرت ﷺ کا عملی سبق ہے امت کے لیے خیر و برکت اور فلاح دارین اس سے وابستہ ہے کہ ختم نبوت کے عقیدہ کا جان جوکھوں میں ڈال کر تحفظ کرے اور منکرین ختم نبوت کو ان کے انجام تک پہنچائے۔ امت نے آنحضرت ﷺ کے اس مبارک عمل کو اپنے لیئے ایسے طور پر مشعل راہ بنایا۔ کہ خیر القرون کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک ایک لمحہ امت اس سے غافل نہیں ہوئی۔ اس وقت صرف آپ حضرات کے سامنے امت محمدیہ ﷺ میں سے ختم نبوت کے تحفظ کا اعزاز اولیت حاصل کرنے والوں کا ایک سرسری اور اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے محافظ ختم نبوت:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ جہاں پہلے صحابی رسول ﷺ اور پہلے خلیفہ اسلام تھے۔ وہاں

آپ پہلے محافظ ختم نبوت ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے سرکاری اور حکومتی سطح پر عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کر کے منکرین ختم نبوت کا استیصال کیا۔

ختم نبوت کے پہلے مجاہد:

حضرت ابو مسلم خولانیؒ جن کا نام عبداللہ بن ثوبؒ بھی ہے اور یہ امت محمدیہ (علی صاحبہا السلام) کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرما دیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتش نمرود کو گلزار بنا دیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے، اور سرکار دو عالم ﷺ کے عہد مبارک ہی میں اسلام لاچکے تھے، لیکن سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا۔ جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لیے مجبور کیا کرتا تھا۔

اسی دوران اس نے حضرت ابو مسلم خولانیؒ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، حضرت ابو مسلمؒ نے انکار کیا پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو"؟

حضرت ابو مسلمؒ نے فرمایا! "ہاں۔"

اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابو مسلمؒ کو اس آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے آگ کو بے اثر فرما دیا، اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہو گئی اور اسود کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کر دو، ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل نہ آ جائے، چنانچہ انہیں یمن سے جلاوطن کر دیا گیا۔

یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی، یعنی مدینہ منورہ، چنانچہ یہ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلے، لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت ﷺ روپوش ہو چکا ہے۔ آنحضرت ﷺ وصال فرما چکے تھے، اور حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بن چکے تھے، انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی ﷺ کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آ کر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہاں حضرت عمرؓ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ان سے پوچھا:

"آپ کہاں سے آئے ہیں؟"

"یمن سے!" حضرت ابو مسلمؒ نے جواب دیا۔

حضرت عمرؓ نے فوراً پوچھا: "اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا، اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا، بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟"

حضرت ابو مسلمؒ نے فرمایا: "ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے"۔

اتنی دیر میں حضرت عمرؓ کی فراست اپنا کام کر چکی تھی، انہوں نے فوراً فرمایا:

"میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں!"

حضرت ابو مسلم خولانیؒ نے جواب دیا۔ "جی ہاں!"

حضرت عمرؓ نے یہ سنکر فرطِ مسرت و محبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور انہیں لیکر حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پہنچے، انہیں صدیق اکبرؓ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ (ﷺ) کے اس شخص کی زیارت کرا دی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا"۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۹، ج ۲، تہذیب تاریخ ابن عساکر ص ۳۱۵ ج ۷)

پہلے غازیٔ ختم نبوت:

حضرت نبی کریم ﷺ کے آخری زمانۂ حیات میں یمن وغیرہ کے نگران حضرت معاذ بن جبلؓ تھے۔ اسود عنسی نے دعویٔ نبوت کیا اور اپنا جتھہ بنا لیا۔ حضرت فیروز دیلمیؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے اسود عنسی کو قتل کیا اس لحاظ سے حضرت فیروز دیلمیؓ پہلے غازیٔ ختم نبوت ہیں۔

پہلے شہید ختم نبوت:

حضرت حبیب بن زیدؓ کو مسیلمہ کذاب کے لوگ پکڑ کر لے گئے مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ سے پوچھا کہ کیا آپ محمد رسول اللہ ﷺ کو رب العزت کا رسول مانتے ہیں؟ جواب دیا ہاں مانتا ہوں۔ مسیلمہ نے دوسرا سوال کیا کہ کیا تم مجھے رسول مانتے ہو جواب میں اس صحابی رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا "ان فی اذنی صمماً عن سماع ماتقول" میرے کان تیری اس بات (دعویٔ نبوت) کو سننے سے انکار کرتے ہیں۔

مسیلمہ نے اس صحابی رسول ﷺ کا ایک بازو کاٹنے کا حکم دیا۔ جو کاٹ دیا گیا مسیلمہ نے اپنا سوال دھرایا مگر جواب وہی ملا۔ پھر دوسرا ہاتھ کاٹا گیا۔ مگر سوال دھرانے پر جواب حسب سابق تھا۔ حتیٰ کہ حضرت حبیب بن زید علیہ السلام کے جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں شہید کر دیا گیا مگر ختم نبوت کے اس سب سے پہلے شہید نے جناب رسالت مآب ﷺ کی رسالت کے بعد کسی اور کے لیئے رسالت و نبوت کا جملہ سننے کے لیے اپنے کانوں کو آمادہ نہیں پایا۔ (الاستیعاب)

سب سے پہلے اسیر ختم نبوت:

حضرت عبداللہ بن وہب الاسلمیؓ صحابی رسول ﷺ ہیں آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت عمان میں تھے۔ خبر سن کر روانہ ہوئے۔ راستہ میں مسیلمہ کذاب نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اس نے اپنی نبوت آپؓ پر پیش کی تو آپ نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا مسیلمہ کذاب نے اس جرم (ختم نبوت پر ثابت قدمی) میں ان کو جیل میں ڈال دیا جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسیلمہ کذاب پر حملہ کیا تو حضرت عبداللہ بن وہب الاسلمی جیل سے نکل کر حضرت خالدؓ کے لشکر کے اس حصہ میں جا کر شامل جہاد ہوئے جو حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کی کمان میں جنگ کر رہا تھا۔ اس لحاظ سے حضرت عبداللہ بن وہبؓ کو ختم نبوت کی خاطر سب سے پہلے گرفتار ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ (طبقات ابن سعد حصہ چہارم ص ۳۴۶ اردو)

عہد نبوت میں ختم نبوت کی پہلی جنگ اور پہلے لشکر کے سپہ سالار:

طلیحہ اسدی نے رحمت عالم ﷺ کے آخری زمانہ حیات میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ہزارہا لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے

اس نے اپنے ایک قاصد حیال کو حضور ﷺ کے پاس بھیج کر اپنی نبوت منوانے کی دعوت دی۔ طلیحہ اسدی کے قاصد کی بات سن کر رحمت عالم ﷺ کو بہت فکر دامن گیر ہوئی چنانچہ آپ ﷺ نے تحفظ ختم نبوت" کی پہلی جنگ کے لیے پہلے سپہ سالار کے لئے اپنے صحابی حضرت ضرار بن ازورؓ کا انتخاب فرمایا اور ان قبائل و عمال کے پاس جہاد کی تحریک کے لیے روانہ فرمایا جو طلیحہ کے قریب میں واقع تھے حضرت ضرار نے علی بن اسد سنان بن ابو سنان اور قبیلہ قصا اور قبیلہ بنو ورتا وغیرہ کے پاس پہنچ کر ان کو آنحضرت ﷺ کا پیغام سنایا۔ اور طلیحہ اسدی کے خلاف فوج کشی اور جہاد کی ترغیب دی۔ انہوں نے لبیک کہا اور حضرت ضرارؓ کی قیادت میں ایک لشکر تیار ہو کر واردات کے مقام پر پڑاؤ کیا دشمن کو پتہ چلا۔ انہوں نے حملہ کیا جنگ شروع ہوئی۔ لشکر اسلام اور فوج محمدی نے ان کو ناکوں چنے چبوا دیئے مظفر و منصور واپس ہوئے۔ ابھی حضرت ضرار مدینہ منورہ کے راستہ میں تھے کہ آنحضرت ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا۔ (آئمہ تلبیس ص ۱۷ ج ۱)

عہد صدیقیؓ میں تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ:

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ پھر حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں کے لشکر کی کمان فرمائی۔ اس پہلے معرکہ ختم نبوت میں ۱۲ سو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ و قاری اور بدری صحابہؓ تھے۔ مسیلمہ کذاب کا لشکر چالیس ہزار پر مشتمل تھا۔ جس میں سے بائیس ہزار مسیلمی میدان جنگ میں ڈھیر ہوئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لکھا کہ مسیلمہ کذاب کی پارٹی کے تمام بالغ افراد کو بجرم ارتداد قتل کر دیا جائے۔ عورتیں اور کم سن لڑکے قیدی بنائے جائیں اور ایک (روایت البدایۃ و النہایۃ ج ۶ ص ۳۱۰ اور طبری تاریخ الامم و الملوک کی جلد ۲ ص ۲۸۲) کے مطابق مرتدین کے احراق کا بھی حضرت صدیق اکبرؓ نے حکم فرمایا لیکن آپ کا فرمان پہنچنے سے قبل حضرت خالد بن ولیدؓ معاہدہ کر چکے تھے۔ مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشیؓ نے قتل کیا تھا اور بدایہ کی روایت کے مطابق طلیحہ کے بعض ماننے والوں کو بزاخہ میں قیام کے دوران ایک ماہ تک ان کی تلاش میں پھرتے رہے تاکہ آپ ان سے مسلمانوں کے قتل کا بدلہ لیں۔ جنکو انہوں نے اپنے ارتداد کے زمانہ میں اپنے درمیان رہتے ہوئے قتل کر دیا تھا۔ ان میں سے بعض (طلیحی مرتدین) کو آپ نے آگ سے جلا دیا اور بعض کو پتھروں سے کچل دیا۔ اور بعض کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے گرا دیا۔ یہ سب کچھ آپ نے اس لیے کیا تاکہ مرتدین عرب کے حالات سننے والا ان سے عبرت حاصل کرے۔ (البدایۃ ج ۶ ص ۱۱۶۶ اردو ترجمہ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

سب سے آخری خبر:

جب حضرت فیروز دیلمیؓ نے اسود عنسی کو قتل کیا۔ تو رحمت عالم ﷺ کو وحی کے ذریعہ حضرت فیروز کی کامیابی اور اسود عنسی کے قتل کی خبر دی گئی۔ آپ ﷺ نے یہ خبر سن کر خوشی و انبساط کا اظہار فرمایا اس دنیا سے تشریف لیجاتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے وحی کے ذریعہ سب سے آخری غیر ملکی خبر جو سماعت فرمائی وہ ایک جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کے قتل کی خبر تھی۔ (بقیہ ص ۱۲ پر)

قادیانی شبہات کے جوابات

لولاک میں قادیانی شبہات کے جوابات کا سلسلہ مستقل شروع کیا جا رہا ہے۔ جہاں کہیں سے اس قسم کے سوالات آئیں گے۔ ان کے جوابات لولاک میں شائع کیئے جائیں گے۔ کوئی قادیانی اپنے شبہات بھیجنا چاہے تو ہم اس کے جوابات شائع کریں گے۔ "شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات" ۔اگر کسی مسلمان پر کوئی قادیانی اعتراض کرے تو وہ مسلمان ان اعتراضات و شبہات کو لکھ بھیجیں ہم قرآن و سنت اور شریعتِ محمدیہ ﷺ کی روشنی میں ان کے جوابات عرض کریں گے۔ (ادارہ)

سوال نمبر ۱:۔ مرزائیوں کا کہنا ہے کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں قبلہ کی طرف رخ کرتے ہیں زکواۃ دیتے ہیں مسلمانوں کی طرح ذبیحہ کرتے ہیں تو پھر ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب ۱:۔ مسلمان ہونے کے لئے پورے اسلام کو ماننا ضروری ہے کافر ہونے کے لئے پورے اسلام کا انکار ضروری نہیں دین کے ایک مسئلہ کے انکار سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نے دین کے ایک ضروری مسئلہ کا انکار کیا تو وہ کافر ہو جائے گا چاہے کروڑ دفعہ کلمہ کیوں نہ پڑھتا ہو یا نمازی حاجی اور زکواۃ دینے والا کیوں نہ ہو اس کی مثال یوں ہے جیسے ایک دیگ میں چار من دودھ جمع ہو سکتا ہے۔ اب اس کے پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پورے کا پورا پاک ہو، ناپاک ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ چار من دودھ میں چار من شراب ڈالیں گے تب پلید ہو گا۔ بلکہ ایک تولہ شراب کا بھی چار من دودھ کو پلید کر سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص دین کے ایک مسئلہ کا انکار کر دیگا تو وہ کافر ہو جائے گا مرزائیوں نے ایک مسئلہ کا نہیں کئی ضروریات دین کا انکار کیا ہے، اس لئے وہ کافر ہیں چاہے وہ کروڑ دفعہ کلمہ کیوں نہ پڑھتے ہوں۔

جواب ۲:۔ مسیلمہ کذاب اور اس کی پارٹی کے لوگ نماز پڑھتے تھے اذان دیتے تھے کلمہ پڑھتے تھے مسلمانوں کے قبلہ کی طرف رخ کرتے تھے مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتے تھے غرض یہ کہ تمام مسلمانوں کا اور مسیلمہ کذاب کا دین کے دیگر مسائل میں اختلاف نہ تھا۔ صرف ایک مسئلہ میں اختلاف تھا وہ یہ کہ صحابہ کرامؓ کہتے تھے۔ کہ حضور علیہ السلام ہی نبی ہیں اور آخری نبی ہیں جبکہ مسیلمہ کہتا تھا۔ حضور ﷺ بھی نبی ہیں، جب مسیلمہ کذاب نے کہا کہ حضور ﷺ بھی نبی اور حضور ﷺ کے بعد میں بھی، تو صحابہ کرامؓ نے ارشاد فرمایا کہ مسیلمہ تو نے حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے کہ اب تیری کوئی نیکی نیکی نہیں رہی۔ دعویٰ نبوت کے بعد تو کافر ہے نہ تیرے کلمہ کا اعتبار ہے نہ نماز وغیرہ کا اس لئے صحابہ کرامؓ نے اس کے ساتھ جنگ کی بعینہ اسی طرح مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اور مرزائیوں کا اسے نبی مان لینا یہ وہ جرم ہے جس کے ہوتے ہوئے۔ مرزائیوں کی کوئی نیکی نیکی نہیں رہی۔

جواب ۳:۔ مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔ بلکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزائیوں کا کلمہ اور ہے اور ہمارا کلمہ اور ہے۔ اس لئے کہ مرزا کے لڑکے مرزا بشیر نے اپنی کتاب کلمۃ الفصل کے

صفحہ ۱۵۸ پر تحریر کیا ہے کہ مسیح موعود کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک نبی کی اور زیادتی ہو گئی۔
تو جب مسلمان کلمہ کا دوسرا جز محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو مسلمانوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد صرف اور صرف حضور ﷺ کی ذات اقدس ہوتی ہے اس مفہوم میں کسی اور کی شراکت کا تصور بھی نہیں کر سکتے لیکن حوالہ بالا سے ثابت ہوا کہ مرزائیوں کے نزدیک کلمہ طیبہ کے دوسرے جز، محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا کلمہ اور ہے اور قادیانیوں کا کلمہ اور ہے نیز اسی کتاب کے اسی صفحہ پر یہ عبارت بھی ہے۔
"پس مسیح موعود (مرزا) محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اسی لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"
پس یہ عبارت پکار پکار کر ببانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ہے اس لئے کلمہ طیبہ میں مسلمان محمد رسول اللہ سے مراد رحمتہ عالم حضور علیہ السلام کی ذات اقدس کو ہی لیتے ہیں جبکہ مرزائیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی بھی ہوتا ہے" پس معلوم ہوا کہ مرزائیوں کا کلمہ اور ہے اور مسلمانوں کا کلمہ اور ہے، اس بات کو ایک مثال سے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا نام بھی محمد تھا۔ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک شاگرد کا نام بھی محمد تھا شیخ محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے کا نام بھی محمد ہے۔ اب یہ تینوں فرض کیجئے کہ ایک مجلس میں ہوں۔ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے والد صاحب آ کر کہیں محمد، تو اس سے مراد ان کا اپنا بیٹا امام بخاری مراد ہو گا اور اگر اسی مجلس میں امام ابو حنیفہ آ کر کہیں محمد، تو اس سے انکا اپنا شاگرد امام محمد مراد ہو گا اور اگر اسی مجلس میں حضرت بنوری آ کر کہیں محمد، تو اس سے مراد ان کا اپنا بیٹا محمد بنوری مراد ہو گا تینوں نے لفظ ایک ہی بولا محمد، لیکن ہر ایک کی مراد اس لفظ سے علیحدہ علیحدہ اشخاص تھے۔ اسی طرح جب مرزائی محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد مرزا قادیانی بھی ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ ان کا کلمہ اور ہے اور مسلمانوں کا کلمہ اور ہے۔
جواب ۴:۔ مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے بعینہ یہی سوال ان سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ جب مسلمان کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو مرزائی ان کو کافر کیوں کہتے ہیں، جیسا کہ مرزا قادیانی کا ایک مکتوب تذکرہ کے صفحہ ۶۰۷ مطبوعہ ربوہ اشاعت سوم پر درج ہے۔ مرزا نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے، اسی طرح مرزا قادیانی کے لڑکے اور قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ مرزا محمود نے اپنی کتاب آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"
اور ایسے ہی مرزا قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر احمد نے کلمتہ الفصل کے صفحہ ۱۱۰ پر لکھا ہے۔ کہ ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔ مرزائیوں کی ان عبارتوں سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک مسلمان ہزار دفعہ کلمہ کیوں نہ پڑھتے ہوں لیکن مرزا کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہیں پس یہ

بات ثابت ہوئی کہ ایک شخص یا افراد کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی کافر ہوسکتے ہیں اور یہ امر مرزائیوں کو بھی مسلم ہے پس مرزائیوں کا ہزار بار کلمہ پڑھنا مرزائے قادیانی کو نبی ماننے کی وجہ سے ان کو کفر سے نہیں بچاسکتا۔

سوال نمبر ۲:۔ ایک موقع پر حضرت اسامہؓ نے ایک کافر کو قتل کرنا چاہا اس نے فوراً کلمہ پڑھا لیکن حضرت اسامہؓ نے اس کو قتل کر دیا اور حضرت اسامہؓ حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا جس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے کلمہ پڑھنے کے باوجود تم نے اس کو قتل کر دیا؟ حضرت اسامہؓ نے فرمایا کہ اس نے ڈر کے مارے کلمہ پڑھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا هل شققت قلبه. کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ ڈر کے مارے کلمہ پڑھ رہا ہے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کل قیامت میں اس کے بارے میں کوئی بات ہوئی تو میں اسامہؓ کے اس فعل سے بری ہوں، مرزائی اس سے استدلال کرتے ہیں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو ہمارے کلمہ کا اعتبار ہونا چاہیئے کیا انہوں نے ہمارے دل چیر کر دیکھ لئے ہیں کہ ہم اوپر سے کلمہ پڑھتے ہیں ہمارے دل میں کچھ اور ہوتا ہے، تو جس طرح حضور علیہ السلام نے اسامہؓ کے اس فعل سے برأت کا اظہار کیا مسلمانوں کے طرزِ عمل سے بھی اسلام بری ہے۔

جواب ۱:۔ ایک شخص جب کلمہ پڑھتا ہے تو اسے موقع ملنا چاہیے کہ وہ فعل اور طرز عمل سے ثابت کرے کہ اس نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے یا زبان سے، اس لئے کہ دل کی پڑھتا ہے تو اسے موقع ملنا چاہیئے کہ وہ اپنے فعل اور طرز عمل سے یہ ثابت کرے طرزِ عمل سے بھی اسلام بری ہے۔ ترجمان زبان ہے اس آدمی کا طرز عمل یہ بتائے گا کہ اس کا دل اور زبان ایک ہے یا نہیں بخلاف اس واقعہ کے کہ حضرت اسامہؓ نے اس آدمی کو موقع نہیں دیا تھا کہ وہ ثابت کرتا اپنے عمل سے کہ آیا اس نے کلمہ دل سے پڑھا ہے یا زبان سے، اس لئے حضور ﷺ نے اس پر نکیر فرمائی لیکن مرزائی اس حدیث سے اس لئے استدلال نہیں کر سکتے۔ کہ مدت مدید اور عرصہ بعید مسلمانوں نے ان کو موقع فراہم کیا کہ وہ اپنے طرز عمل سے بتلائیں کہ ان کے دل میں کیا ہے آیا ان کی زبان اور دل ایک ہے، مرزائیوں کے لٹریچر ان کے روز مرہ کے معمولات نے یہ بتا دیا کہ زبانی طور پر کلمہ پڑھنے کے باوجود ان کے دل میں یہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا انکار اور اجراء نبوت کے قائل ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کرتے ہیں اور ایک مدعی نبوت مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے بعد وحی نبوت کے جاری ہونے کے قائل ہیں تو ان کے اس طرز عمل نے بتا دیا کہ یہ کلمہ پڑھنے کے باوجود کافرانہ عقائد رکھتے ہیں جس کے باعث ان کے کلمہ کا اعتبار نہیں اس لئے حدیث اسامہؓ سے ان کا استدلال باطل ہے۔

جواب ۲:۔ رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی اور دوسرا مسلمان جو حقیقت میں کلمہ گو ہونے کے باوجود منافق تھا، ایک مقدمہ لیکر پیش ہوئے آپ ﷺ نے فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا۔ اس مسلمان بشر نامی (کلمہ گو منافق) نے یہودی کو کہا کہ حضور علیہ السلام کا فیصلہ تو آپ کے حق میں ہوا لیکن بہتر یہ ہے کہ ہم یہ فیصلہ حضرت عمرؓ سے کرواتے ہیں۔ چنانچہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس آئے کیس عرض کیا۔ یہودی نے کہا کہ یہی کیس ہم حضور ﷺ کے پاس لیکر گئے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فیصلہ میرے حق میں کر دیا لیکن یہ (مسلمان نما منافق) نہیں مانتے ان کے کہنے پر آپ کے پاس فیصلہ کے لیئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر گھر تشریف لے

گئے۔ تلوار لیکر آئے اور یہ فرماتے ہوئے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کا فیصلہ نہیں مانتا اسکا فیصلہ عمرؓ کی تلوار کریگی۔ یہ فرما کر اس مسلمان بشر نامی منافق کا سر گردن سے جدا کر دیا۔ اس پر نہ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے کیوں قتل کیا اور نہ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ عمرؓ نے غلط کیا۔ بلکہ وحی نازل ہوئی سورہ نساء آیت نمبر ۶۵

فلا وربک لایومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم

کے تحت روح المعانی، معارف القرآن نے اس واقعہ کو لکھا ہے اس بشر نامی منافق کے ورثاء نے حضرت عمرؓ کے خلاف قتل کا کیس بھی کیا، مگر قرآنی وحی نے حضرت عمرؓ کو نہ صرف بری کر دیا، بلکہ مسلمانوں کے لیے یہ بات دستور العمل قرار پائی کہ جو شخص حضور علیہ السلام کے فیصلہ کو نہ مانتا ہو چاہے وہ کلمہ کیوں نہ پڑھتا ہو قابل گردن زدنی ہے اور اسکے کلمہ کا اعتبار نہیں۔ حضرت اسامہؓ نے اس شخص کو کلمہ پڑھنے کے باوجود موقع نہیں دیا کہ وہ اپنے عمل سے ثابت کرتا کہ اسکے دل میں کیا ہے حضرت عمرؓ نے کلمہ پڑھنے والے کو قتل کر دیا۔ اسلیئے کہ اس کلمہ گو کے طرز عمل نے بتا دیا تھا کہ کلمہ صرف اسکی زبان پر ہے۔ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے کلمہ پڑھتا ہے اس کے دل میں کفر ہے۔ یہی حال مرزائیوں کا ہے۔ ☆

(بقیہ از ص ۸)

سب سے پہلی بشارت:

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ جب مسند آرائے خلافت ہوئے تو آپؓ حضرت اسامہؓ کے لشکر کو روانہ فرما رہے تھے کہ آپؓ کو یمن سے اسود عنسی کے قتل کی تفصیلات پر مشتمل بشارت پہنچی۔ اس لحاظ سے حضرت صدیق اکبرؓ کو خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلی جو خیر ملکی بشارت سنائی گئی وہ جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کے قتل کی تھی۔

پہلا حسن اتفاق:

اسود عنسی کے قتل کی بذریعہ وحی رحمت عالم ﷺ نے آخری خبر سنی اور صدیق اکبرؓ نے یہی خبر بذریعہ قاصد خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلے سنی۔ گویا یہ پہلا حسن اتفاق تھا کہ جس معاملہ پر رحمت عالم ﷺ نے اپنے کام کا اختتام فرمایا حضرت صدیق اکبرؓ نے وہاں سے اپنے کام کی ابتداء فرمائی۔ فلحمد للہ

سب سے پہلی غیبی تصدیق:

نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ زیدؓ بن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے۔ ایک روز وہ مدینہ طیبہ کے کسی راستہ میں چل رہے تھے کہ یکایک زمین پر گرے اور فوراً وفات ہو گئی انصار کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو وہاں سے جا کر اٹھا لائے اور گھر لائے اور چاروں طرف سے ڈھانپ دیا گھر میں کچھ انصاری عورتیں تھیں جوان کی وفات پر گریہ زاری میں مبتلا تھیں اور کچھ مرد جمع تھے۔ اسی طرح جب مغرب و عشاء کا درمیانی وقت آیا تو اچانک ایک آواز سنی کہ چپ رہو چپ رہو" لوگ متحیر ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ آواز اسی چادر کے نیچے سے آ رہی ہے جس میں میت ہے یہ دیکھ کر لوگوں نے ان کا منہ کھول دیا اس وقت یہ دیکھا گیا کہ زیدؓ بن خارجہ کی زبان سے یہ آواز نکل رہی ہے کہ" محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین لا نبی بعدہ ، الخ" یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں جو انبیاء کے ختم کرنیوالے ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔" (از کتاب ختم نبوت کامل مفتی محمد شفیع صاحب ص ۲۷۷)

میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمتہ اللہ علیہ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمتہ اللہ علیہ نے قادیانیت چھوڑنے کے اسباب بیان کرنے کی غرض سے ایک کتاب ترک مرزائیت مرتب فرمائی تھی۔ اسکو قدرت نے اس قبولیت سے نوازا کہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی آخری تصنیف خاتم النبیین میں اسکے حوالہ جات درج فرمائے۔ فلمدللہ ' مولانا لال حسین اختر رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ حیات میں ترک مرزائیت کے چار ایڈیشن شائع ہو گئے۔ آپ نے کتاب میں قادیانیوں کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اسکا جواب شائع کر کے انعام حاصل کریں۔ قادیانیوں کو جواب دینے کی جرات نہ ہو سکی۔ اسکے پانچویں ایڈیشن کے لیئے حضرت مولانا لال حسین اختر رحمتہ اللہ علیہ نے مقدمہ تحریر فرمایا تھا لیکن پانچواں ایڈیشن آپ کی زندگی میں شائع نہ ہو سکا۔ حضرت مرحوم کے تمام رسائل کا مجموعہ احتساب قادیانیت کے نام سے شائع کیا تو پانچویں ایڈیشن کا یہ مقدمہ ہمارے علم میں نہ تھا۔ بعد میں حضرت مرحوم کے غیر مطبوعہ مسودہ جات کو ترتیب دی تو یہ مسودہ مل گیا۔ اسکی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت مرحوم نے قادیانیت کے بانی مرزا غلام قادیانی کے متعلق کچھ خواب دیکھے تھے۔ جو آپ کے قلم سے کسی کتاب یا رسالہ میں موجود نہیں روایت بالمعنی کے طور پر آپ کے شاگرد مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر مدظلہ، کی روایت سے تذکرہ مجاہدین ختم نبوت میں شائع کئے گئے۔ اس مسودہ میں وہ خواب حضرت مرحوم مولانا لال حسین اختر کے قلم سے لکھے ہوئے مل گئے ہیں۔ یہ مسودہ آج تک کہیں شائع نہیں ہوا۔ ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس تناظر میں آپ اسکا مطالعہ فرمائیں۔ ترکِ مرزائیت کے اسباب۔ خواب اور حضرت کی سوانح اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی اسمیں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے فیض کو قیامت تک جاری رکھیں آمین (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوہ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ،

اما بعد اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

هل انبئکم علی من تنزل الشیطین . تنزل علی کل افاک اثیم(پ۱۹ الشعراء ۲۶ . ۲۲۱، ۲۲۲)

کیا میں تم کو بتلاؤں کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں۔ ایسے شخصوں پر اترا کرتے ہیں جو جھوٹ بولنے والے بد کردار ہوں

گر آں چیزے کہ مے بینم مرداں نیز دیدندے

ز مرزا توبہ کردندے بچشم زار و خوں بارے

خدائے واحد و قدوس کے فضل و کرم سے ترک مرزائیت کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی جو میرے وہم و گمان میں نہ تھی۔ عامۃ المسلمین نے عموماً اور حضرات علمائے کرام نے خصوصاً اسے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ حتیٰ کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سابق صدر مدرس دارلعلوم دیو بند نے اپنی

مشہور و معروف اور لاجواب کتاب "خاتم النبیین" میں متعدد مقامات پر "ترک مرزائیت" سے حوالہ جات درج فرمائے ہیں۔ ذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔

طبع اول، دوم، سوم اور چہارم میں اعلان کیا گیا تھا کہ اگر کوئی لاہوری مرزائی ترک مرزائیت کا جواب لکھے گا تو اسے بعد فیصلہ منصف ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ چالیس سال کا طویل عرصہ گذر گیا کسی مرزائی کو ہمت نہیں ہوئی کہ "ترک مرزائیت" کا جواب لکھتا مجھ سے جواب الجواب منصف کے تقرر اور انعام کا مطالبہ کرتا۔ مرزائی مناظرین و مبلغین کی ہمتیں پست ہو گئیں ان کے قلم ٹوٹ گئے اور ان کے مناظرانہ دلائل عتر بود ہو گئے۔

میرا چالیس سالہ تجربہ شاہد ہے کہ میری زندگی میں مرزائیوں کو جرأت نہیں ہو گی کہ "ترک مرزائیت" کے جواب میں قلم اٹھا سکیں

میدان کار زار میں اترے تو مرد ہے
اپنی جگہ تو سب کو ہے دعویٰ مردمی

نشاء اللہ تعالیٰ

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

اب مزید اضافہ کے ساتھ پانچواں ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مزید شرف قبولیت عطا فرما کر گم کردہ راہ اشخاص کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور میرے لئے زادِ آخرت آمین (لال حسین اختر)

تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں
میری انتہائے نگارش یہی ہے

بے شمار حمد و ثناء خالق حقیقی کے لئے جس نے تمام جہانوں کو نیست سے ہست کیا لاکھ لاکھ ستائش ذات باری تعالیٰ کے لئے جس نے جنس خاکی کو اشرف المخلوقات بنایا اسے احسنِ تقویم اور خلافت ارضی کے شرف سے نوازا گیا۔ ہزار ہا درود و سلام اس مقدس وجود کے لئے جسے اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور ان کی ذات گرامی پر نبوت و رسالت ختم کر دی گئی۔ ان کی متبرک بعثت نے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کفر و شرک کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو توحید کے چھینٹوں سے ٹھنڈا کیا اور ساری دنیا میں نور کا عالم پیدا کر دیا۔

تیرے نقش قدم کے نور سے دنیا ہوئی روشن
تیرے مہر کرم نے بخشی ہر ذرے کو تابانی۔

ان کی پاک و مقدس نظر نے جہالت و وحشت اور فسق و فجور کی ان تمام آلائشوں کو جو عوارض کی صورت اختیار کئے ہوئے اشرف المخلوقات کو چمٹی ہوئی تھیں۔ نہ صرف دور کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے ان کا قلع قمع کر دیا۔ یہ ہادی کامل یہ راہبر حقیقی یہ ناصح اکبر یہ شافع محشر وہ ہستی ہے جن پر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا قول اطلاق پذیر ہوتا ہے۔

ان کا اسم گرامی حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہے۔ شتربانوں اور گڈریوں کو جہانبانی کی راہ و رسم سکھانے والے گمراہان عالم کو راہ راست دکھانے والے گنہگار انسانوں کو پاک کر کے خدائے واحد و قدوس کی بارگاہ معلیٰ تک پہنچانے والے قانون الہٰی اور نبوت و رسالت کو ختم کرنے والے حضور اقدس ﷺ ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے ارشادات عالیہ کے طفیل ایک راہ راست سے بھٹکا ہوا عاصی بندہ ایک گنہگار انسان جو آٹھ سال تک تاریکی کے گڑھے اور کفر و ضلالت کے اندھیرے غار میں حیران و سرگردان رہا اسلام کے پر نور عالم اور روشنی کی دنیا میں داخل ہوتا ہے۔

قل اننی ھدا نی ربی الی صراط مستقیم دیناً قیماً ملتہ ابراھیم حنیفاً وما کان . من المشرکین (پ۸ الانعام۶نمبر۱۶۱)

کہو کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے وہ دین ہے مستحکم جو طریقہ ہے ابراہیم علیہ السلام کا، جس میں ذرہ بھر کجی نہیں اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

تبلیغی زندگی کا آغاز

میری تبلیغی زندگی کا آغاز تحریک خلافت کا مرہون منت ہے۔ ۱۹۱۴ء میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کی جرمنی سے پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی اس جنگ میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا اور برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ عراق ۔ عرب۔ فلسطین۔ شام اور مصر سلطنت ترکی کے زیر نگیں تھے۔ ان تمام ممالک میں اتحادیوں اور ترکوں میں خوفناک جنگ شروع ہوئی۔ اس جنگ کے ابتدا ہی میں برطانوی حکومت نے اپنی اور اپنے اتحادیوں کی طرف سے اعلان کیا تھا اور مسلمانان عالم کو یقین دلایا تھا کہ جنگ میں ہمیں فتح ہوئی تو ہم مسلمانوں کے مقامات مقدسہ پر قبضہ نہیں کریں گے۔ جنگ کے ابتدا میں جرمنوں اور ترکوں کا پلہ بھاری تھا ہر محاذ پر انہیں عظیم فتوحات حاصل ہو رہی تھیں

۔ برطانیہ اور اس کے ساتھیوں کو شکست فاش کا سامنا ہو رہا تھا۔ اپنی بگڑتی ہوئی حالت کے پیش نظر برطانیہ اور اس کے حلیفوں نے روس اور امریکہ سے مدد مانگی۔ ان دونوں ملکوں کی حکومتوں نے برطانوی عرضداشت کو منظور کر کے جرمنی اور ترکی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۱۸ء میں جرمنی اور ترکی کو شکست ہو گئی۔

انگریزوں نے عراق و فلسطین کے مقامات مقدسہ پر قبضہ کر لیا ترکی حکومت کی طرف سے عرب کے گورنر شریف حسین نے ترکی سلطنت سے غداری کر کے اپنی خود مختار بادشاہت کا اعلان کر دیا یہاں تک کہ بیت اللہ شریف میں سینکڑوں ترکوں کو شہید کر دیا گیا۔

ملت اسلامیہ کی خلافت کا اعزاز سلطنت ترکی کو حاصل تھا۔ خلیفۃ المسلمین مسلمانوں کی عظمت و وقار کے علمبردار تھے۔ سلطنت ترکی کی شکست اور مقامات مقدسہ پر انگریزوں کے قبضہ سے مسلمانان عالم میں کہرام برپا ہو گیا۔

تحریک خلافت

ہندوستان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت مولانا

حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد علی جوہر، حضرت حکیم محمد اجمل خان، حضرت مولانا ظفر علی خان، حضرت مولانا احمد علی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ، مولانا شوکت علی، مولانا مظہر علی اظہر، مولانا حسرت موہانی کی قیادت میں خلافت اسلامیہ کی بقاء کے لئے تحریک خلافت شروع ہوئی۔

مارچ ۱۹۲۰ء میں حضرت مولانا محمد علی جوہر حضرت مولانا سید سلیمان ندوی اور سید حسن امام صاحب بیرسٹر پر مشتمل ایک وفد لندن گیا اور وزیر اعظم برطانیہ مسٹر لائیڈ جارج سے ملا۔ مقامات مقدسہ کے بارے میں برطانوی حکومت کا وعدہ یاد دلایا اور خلافت کے متعلق مسلمانان ہندوستان کے دینی احساسات سے آگاہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اپنے وعدہ کا ایفاء کیجئے اور مقامات مقدسہ سے برطانوی قبضہ اٹھا لیجئے۔ برطانوی وزیر اعظم نے وفد کے مطالبہ کو مسترد کر دیا وفد ناکام واپس آ گیا۔ مقامات مقدسہ کے سقوط اور انگریزوں کی وعدہ خلافی کے باعث مسلمانان ہندوستان بے حد پریشان و مضطرب تھے۔ آل انڈیا خلافت کمیٹی نے عدم تشدد اور انگریزوں سے ترک موالات کی مقدس تحریک شروع کی۔ تحریک کا مقصد ترکی سلطنت اور خلافت کے وقار کو بحال کرنا اور مقامات مقدسہ اور ممالک اسلامیہ کا انگریزوں سے واگذار کرانا تھا۔ پروگرام یہ تجویز ہوا تھا۔

(۱) انگریزی فوج اور پولیس کی نوکری چھوڑ دی جائے۔

(۲) انگریزی حکومت کے لیئے ہوئے خطابات واپس کئے جائیں۔

(۳) انگریزی درسگاہوں سے طلباء اٹھا لئے جائیں۔

(۴) ولائیتی مال کا بائیکاٹ کیا جائے۔

(۵) ہاتھ کا بنا ہوا کھدر پہنا جائے۔

(۶) انگریزی حکومت سے عدم تعاون کیا جائے اس کے خلاف نفرت پیدا کی جائے اور ہندوستان کی جیلیں بھر دی جائیں۔

تحریک خلافت میں شمولیت:

میں اورینٹل کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تحریک خلافت شروع ہوئی علماء کرام نے شریعت مطہرہ کے احکامات کے تحت حکومت کی درسگاہوں کے بائیکاٹ کا فتویٰ دے دیا تھا۔ میں نے فتویٰ کی تعمیل کرتے ہوئے کالج چھوڑ دیا۔ اپنے وطن مالوف دھرم کوٹ رندھاوا اور بارہ منگا ضلع گورداسپور چلا گیا۔ لیکن ایک خواہش تھی جو دل میں چٹکیاں لے رہی تھی۔ ایک آرزو تھی جو نچلا نہ بیٹھنے دیتی تھی۔ ایک ارمان تھا کہ جس نے معمورہ دل کو زیر و زبر کر رکھا تھا حسرت تھی تو یہی تمنا تھی تو یہی کہ جس طرح ہو اپنے دین یاں پیارے اسلام کی خدمت کروں۔

ہمیشہ کے لئے رہنا نہیں اس دار فانی میں
کچھ اچھے کام کر لو چار دن کی زندگانی میں

عقل نے لاکھ سمجھایا دوستوں اور رشتہ داروں نے قید و بند کا خوف دلایا تو میرے جذبہ ایمان نے کہا

یہ تو نے کیا کہا ناصح نہ جانا کوئے جاناں میں
مجھے تو راہروں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

میں نے کسی کی ایک نہ مانی اور مشہور و معروف شعر

دل اب تو عشق کے دریا میں ڈالا
تو کلت علی اللہ تعالیٰ

کا ورد کرتے ہوئے خلافت کمیٹی میں شمولیت کی۔ آٹھ نو ماہ ضلع گورداسپور میں خلافت کمیٹی بٹالہ کے زیر ہدایت آنریری تبلیغ و تنظیم کا فریضہ ادا کرتا رہا۔ مولانا مظہر علی صاحب اظہر ایڈووکیٹ کی معیت میں مختلف مقامات کا دورہ کیا اور پورے زور سے خلافت کے اغراض و مقاصد کی تبلیغ کی۔ میری سرگرمی اور جمہور کی بیداری نے حکام کی طبع انتقام گیر کو مشتعل کر دیا۔ آخر مجھ پر گورداس ننگل کنجروڑ اور ڈیرہ بابا نانک کی تین تقریروں کی بناء پر حکومت کے خلاف منافرت اور بغاوت پھیلانے کا الزام عائد کر کے گورداسپور میں مقدمہ قائم کر دیا گیا۔

پولیس نے مجھے عید کے دن گرفتار کیا اور فسٹ کلاس فرنگی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کر دیا مجسٹریٹ نے مجھے کہا کہ آپ پر بغاوت کا مقدمہ ہے جس کی سزا چودہ سال قید سخت ہو سکتی ہے میں نے کہا

یہ سب سوچ کر دل لگایا ہے ناصح
نئی بات کیا آپ فرما رہے ہیں

مجسٹریٹ نے کہا اگر آپ اپنی تقریروں کے متعلق تحریری معذرت کر دیں تو مقدمہ واپس لے کر آپ کو رہا کر دیا جاتا ہے میں نے جواب دیا

جلا دو پھونک دو سولی چڑھا دو خوب سن رکھو
صداقت چھٹ نہیں سکتی ہے جب تک جان باقی ہے

مجسٹریٹ نے پولیس کے چند ٹاؤٹ گواہوں کی سرسری شہادت کے بعد مجھے ایک سال قید سخت کا حکم سنایا۔ ایک سال کی طویل مدت گورداسپور جیل میں گزاری۔ رہائی سے کچھ عرصہ پہلے جیل میں ہی مجھے اخبارات سے معلوم ہوا کہ مشہور آریہ سماجی لیڈر سوامی شردھانند اور آریہ سماج نے صوبہ یو۔ پی میں ملکانوں اور علم دین سے بے بہرہ مسلمانوں کو مرتد کرنے کی تحریک زور شور سے جاری کی ہے۔ اس تحریک سے مسلمانان ہندوستان میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی چنانچہ ارتداد روکنے کے لئے جمعیۃ العلماء ہند۔ خلافت کمیٹی۔ مدرسہ عالیہ دیوبند۔ حنفی اہل حدیث اور شیعہ جملہ مکاتب فکر کے مسلمان علماء و زعماء آریہ سماج کے مقابلہ میں میدان تبلیغ میں نکل آئے۔

مرزائیت میں داخلہ:

جیل سے رہا ہوتے ہی گردو پیش کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا کہ مجھے آریہ سماج اور شدھی و ارتداد کے مقابلہ پر حفاظت و اشاعت اسلام کا کام کرنا چاہیئے آریوں نے پنجاب کو مناظروں کا اکھاڑا بنا رکھا تھا میں نے آریہ سماج کے متعلق لٹریچر مہیا کیا اس کا مطالعہ کرنے کے بعد ضلع گورداسپور کے مختلف مقامات پر

صداقت اسلام اور آریہ سماج کی تردید پر متعدد تقریریں کیں فروری ۱۹۲۴ء میں تحصیل شکر گڑھ کے ایک جلسہ میں لاہوری مرزائیوں کے چند مبلغین سے میری ملاقات ہوئی۔ آریہ سماج کی تردید کے بارے میں انہوں نے مجھے کہا کہ اگر آپ احمدیہ انجمن لاہور میں تشریف لائیں تو ہم آپ کو اسلام پر آریہ سماج کے تمام اعتراضات کے جوابات سکھا دینگے انہوں نے اپنی جماعت کے تبلیغی کارناموں کو نہایت ہی مبالغہ سے بیان کیا اور مرزا صاحب آنجہانی کی خدمات اسلامی کے بڑھ چڑھ کر افسانے سنائے میں نے کہا کہ ہمارا اور آپ کے مذہب کا بنیادی اختلاف ہے ہم حضور سرور کائنات ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور حضور ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کے مدعی ہیں انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب مدعی نبوت نہ تھے قادیانیوں نے مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کر کے ان پر افتراء کیا ہے اور بہتان طرازی سے کام لیا ہے۔ اپنے اس بیان کو درست ثابت کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کی ابتدائی کتابوں سے چند حوالہ جات پڑھ کر سنائے جن میں اس نے حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر دجال اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ میں مدعیٔ نبوت نہیں بلکہ مدعیٔ نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں میرا مجددیت اور محدثیت کا دعویٰ ہے۔ ہمارے وہی عقائد ہیں جو اہلسنت والجماعت کے عقائد ہیں میرا مرزائی مذہب کے متعلق معمولی مطالعہ تھا اس لئے میں تبلیغ اسلام کے نام پر ان کے دامِ تزویر میں پھنس گیا اور مسٹر محمد علی صاحب امیر جماعت مرزائیہ لاہوریہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مرزا غلام احمد کی مجددیت و مہدویت کا پھندا اپنے گلے میں ڈال لیا ان کے تبلیغی کالج میں داخل ہوا۔ تین سال میں ایک اور مرزائی طالب علم اور میری تعلیم پر پچاس ہزار روپے سے زائد رقم خرچ ہوئی۔

قرآن مجید کی تفسیر، حدیث، بائیبل، عیسائیت، ہندی، سنسکرت، ویدوں، آریہ سماج، اور علم مناظرہ کی تعلیم حاصل کی۔

مدت معینہ میں نصاب تعلیم ختم ہونے کے بعد مجھے مستقل مبلغ مقرر کر دیا گیا۔ میں نہ صرف مبلغ و مناظر اور محصل ہی کے فرائض ادا کرتا رہا بلکہ سیکرٹری احمدیہ ایسوسی ایشن، ایڈیٹر اخبار پیغام صلح کے ذمہ دارانہ عہدوں پر بھی فائز رہا اور پوری جانفشانی و سرگرمی کے ساتھ مرزائی عقائد کی تبلیغ و اشاعت اور آریوں اور دہریوں، عیسائیوں سے کامیاب مناظرے کرتا رہا۔

ترک مرزائیت

۱۹۳۱ء کے وسط میں میں نے یکے بعد دیگرے متعدد خواب دیکھے جن میں مرزا قادیانی کی نہایت گھناؤنی شکل دکھائی دی اور اسے بری حالت میں دیکھا۔ میں یہ خواب مرزائیوں سے بیان نہ کر سکتا تھا کیونکہ اگر انہیں خواب سنائے جاتے تو وہ مجھے کہتے کہ یہ شیطانی خواب ہیں نہ ہی کسی مسلمان کو یہ خواب بتا سکتا تھا کیونکہ اگر انہیں یہ خواب سنائے جاتے تو وہ کہتے کہ مرزا غلام احمد اپنے تمام دعاوی میں جھوٹا ہے مرزائیت سے توبہ کر لیجئے میری حالت یہ تھی

دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را
بلائے فرقت لیلیٰ و صحبت لیلیٰ

اگرچہ پہلے بھی مرزا غلام احمد کے بعض الہامات اور اس کی چند پیشگوئیاں میرے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھیں

لیکن حسن عقیدت اور غلو محبت کی طاقتیں ان خیالات کو فوراً دبا دیتی تھیں اور دل کو تسلی دے دیتا تھا کہ مرزا نبی تو نہیں کہ جس کے تمام ارشادات صحیح ہوں ان خوابوں کی کثرت سے متاثر ہو کر میں نے غور و فکر کیا گو کہ ہماری خوابوں پر دین کا مدار نہیں اور نہ ہی یہ حجت شرعی ہیں لیکن ان سے صداقت کی طرف راہنمائی تو ہو سکتی ہے آخر میں نے فیصلہ کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی محبت اور عداوت دونوں کو بالائے طاق رکھ کر اور ان سے صرف نظر کرتے ہوئے مرزائیت کے صدق و کذب کو تحقیقات کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے خدائے واحد و قدوس کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے یہ اعلان کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں نے مرزا غلام احمد کی محبت اور عداوت کو چھوڑ کر اور خالی الذہن ہو کر مرزا کی اپنی مشہور تصنیفات اور قادیانی ولاہوری ہر دو فریق کی چیدہ چیدہ کتابوں کو جو مرزا کے دعاوی کی تائید میں لکھی گئی تھیں چھ ماہ کے عرصہ میں نظر غائر سے بطور محقق کے پڑھا اور علماء اسلام کی تردید مرزائیت کے سلسلہ میں چند کتابیں مطالعہ کیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جتنا زیادہ میں نے مطالعہ کیا اتنا ہی مرزائیت کا کذب مجھ پر واضح ہوتا گیا۔
یہاں تک کہ مجھے یقین کامل ہو گیا کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ الہام۔ مجددیت۔ مسیحیت۔ نبوت وغیرہ میں مفتری تھا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضور رسالتمآب ﷺ آخری نبی ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ قیامت سے پہلے ہماری دنیا میں واپس تشریف لائینگے۔

تیرے رندوں پہ سارے کھل گئے اسرارِ دین ساقی
ہوا علم الیقین عین الیقین حق الیقین ساقی

اب میرے لئے ایک نہایت مشکل کا سامنا تھا ایک طرف ملازمت تھی جماعت مرزائیہ کے ارکان اور افراد جماعت سے آٹھ سال کے دیرینہ اور خوشگوار تعلقات تھے۔ بحیثیت ایک کامیاب مبلغ و مناظر جماعت میں رسوخ حاصل تھا۔ لیکن جب دوسری طرف مرزا غلام احمد کے عقائد قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے بالکل الٹ دیکھتا تھا۔ ان کے الہامات اور پیشگوئیوں کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑتی ہوئی نظر آتی تھیں اور قیامت کے دن ان عقائد باطلہ کی باز پرس کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا تو میں لرزہ بر اندام ہو جاتا تھا کہ ایک طرف حق تھا اور دوسری طرف باطل ایک طرف تاریکی تھی اور دوسری طرف مشعل نور۔ ایک طرف معقول تنخواہ کی ملازمت اور آٹھ سال کے دوستانہ تعلقات تھے اور دوسری طرف دولت ایمان لیکن ساتھ دنیوی مشکلات اور مصائب کا سامنا۔ آخر میں نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ چاہے ہزار ہا تکالیف اٹھانی پڑیں انہیں بخوشی برداشت کروں گا کیونکہ حق کے اختیار کرنے والوں کو ہمیشہ تکالیف و مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔

صداقت کے لئے گرجاں جاتی ہے تو جانے دو
مصیبت پر مصیبت سر پہ آتی ہے تو آنے دو

چنانچہ میں اشکبار آنکھوں اور کفر و ارتداد سے پشیمان اور لرزتے ہوئے دل سے اپنے رحیم و کریم خداوند قدوس کے

حضور کفرِ مرزائیت سے تائب ہو گیا توبہ کے بعد دل کی دنیا ہی بدل چکی تھی۔

عصیان ماو رحمت پرور دگارما
ایں رانہایتے است نہ آں رانہایتے

میرے غفور ورحیم مالک

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تری رحمت نے گوارا نہ کیا

الحمد لله الذی هدانا لهذاو ماکنا لنهتدی لولا ان هدنا الله (پ۸ الاعراف نمبر۴۳)

اللہ تعالیٰ کالاانتہا احسان وشکر ہے جس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ کرتا تو ہم ہر گز راہ راست پانے والے نہ تھے

ذالک فضل الله یوتیه من یشاء

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

میں نے یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو احمدیہ انجمن لاہور کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا جو ۲۴ جنوری کو منظور کر لیا گیا۔

ترک مرزائیت کا اعلان

۱۹۳۲ء کی ابتداء میں انگریز اور ڈوگرہ حکومت کے خلاف تحریک کشمیر انتہائی عروج تک پہنچ چکی تھی مجلس احرار اسلام کے ایک درجن سے زائد مجاہدین شہید ہو چکے تھے۔ مجلس کے تمام راہنما اور چالیس ہزار سرفروش رضاکار جیلخانوں میں محبوس تھے۔ برطانوی حکومت نے عام اجتماعات پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ حالات کچھ سازگار ہوئے پابندیاں ختم ہوئیں تو احباب کی طرف سے ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا قد آدم اشتہار شائع کئے گئے کہ ۷ مئی ۱۹۳۲ء بعد نماز عشاء باغ بیرون موچی دروازہ لاہور جلسہ عام منعقد ہو گا جس میں مولانا لال حسین اختر جن کی تعلیم پر مرزائیوں نے پچاس ہزار سے زائد روپیہ خرچ کیا تھا۔ اور وہ جماعت مرزائیہ لاہوریہ کے مشہور مبلغ و مناظر تھے ترک مرزائیت کا اعلان کرینگے اور ترک مرزائیت کے وجوہ اور ناقابل تردید دلائل بیان کرینگے۔ ان کی تقریر کے بعد مرزائیوں کے نمائندہ کو سوال و جواب کے لئے وقت دیا جائے گا۔ اندرون شہر اور بیرون شہر منادی کی گئی بعد نماز عشاء کم از کم تیس ہزار کے مجمع میں میں نے ترک مرزائیت کے موضوع پر تین گھنٹے تقریر کی۔ سٹیج کے بالمقابل مرزائی مبلغین و مناظرین کے لئے میز اور کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ میری تقریر کے بعد صاحب صدر نے اعلان کیا کہ حسب وعدہ مرزائی صاحبان کو مولانا لال حسین اختر کی تقریر پر سوال و جواب کے لئے وقت دیا جاتا ہے تاکہ حاضرین مرزائیت کے صدق و کذب کا اندازہ لگا سکیں۔ لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کے مبلغ و مناظر موجود تھے لیکن کسی کو

ہمت و جرأت نہ ہوئی کہ وہ میرے مقابلہ میں آسکیں۔ صاحب صدر کی دعا کے بعد اجلاس برخواست ہوا۔

لالچ اور قاتلانہ حملے:

اس عظیم الشان جلسے اور مرزائیت کی شکست کی روداد اخبارات میں شائع ہوئی تو ملک کے طول و عرض سے مجھے تقریر کے لئے دعوتوں کا لگاتار سلسلہ شروع ہو گیا مختلف شہروں اور قصبات میں میری بیسیوں تقریریں اور مرزائیوں سے پانچ چھ نہایت کامیاب مناظرے ہوئے ان ایام میں اونچی مسجد اندرون بھاٹی دروازہ لاہور کے بالمقابل میرا قیام تھا میری تقریروں اور مناظروں کی کامیابی سے متاثر ہو کر مرزائیوں کے ایک وفد نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے کہا کہ آپ نے اپنی تحقیق کی بناء پر احمدیت ترک کر دی ہے آپ کے موجودہ عقائد کے متعلق ہم آپ سے کچھ نہیں کہتے ہم یہ کہنے آئے ہیں کہ آپ کی تقریریں اور مناظرے ہمارے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ سوائے تقریروں اور مناظروں کے آپ کی مالی آمد کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ جماعت احمدیہ آپ کو پندرہ ہزار روپے کی پیشکش کرتی ہے۔

آپ ہم سے یہ رقم لے لیں اور اس سے جنرل مرچنٹ یا کپڑے کا کاروبار شروع کر لیں۔ اور ہمیں اشٹام لکھ دیں کہ میں پندرہ سال تک احمدیت کے خلاف نہ کوئی تقریر کرونگا او نہ مناظرہ اور نہ ہی کوئی تحریر یا بیان شائع کرونگا اگر اس معاہدہ کی خلاف ورزی کروں تو جماعت احمدیہ کو تیس ہزار روپیہ ہرجانہ ادا کرونگا۔ یہ بھی کہا کہ احمدیت کی تردید کوئی ایسا فرض نہیں جس کے بغیر آپ مسلمان نہیں رہ سکتے۔ حنفیوں اہل حدیثوں اور شیعوں میں ہزاروں علماء ایسے ہیں جو احمدیت کی تردید نہیں کرتے اگر وہ تردید احمدیت کے بغیر مسلمان رہ سکتے ہیں تو آپ بھی مسلمان رہ سکتے ہیں میں نے جواباً کہا کہ آپ صاحبان کو یہ ہمت کیسے ہوئی کہ مجھے لالچ کے فتنے میں پھانسنے کی جرأت کریں۔ میں ان علماء کرام کے طریق کار کا ذمہ دار نہیں جو تردید مرزائیت سے اجتناب کرتے ہیں۔ میرے لیئے تو استیصال مرزائیت کی جدوجہد فرض عین ہے کیونکہ میں نے مدت مدید تک اس کی نشر و اشاعت کی ہے۔ مجھے تو اس کا کفارہ ادا کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا لالچ مجھے تردید مرزائیت سے منحرف نہیں کر سکتا۔ قریباً ایک گھنٹے کی گفتگو کے بعد مجھ سے مایوس ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور جاتے جاتے کہہ گئے کہ آپ نے ہمارے متعلق نہایت خطرناک طرز عمل اختیار کر رکھا ہے آپ کے لئے اس کا نتیجہ تباہ کن ہوگا۔ میں نے انہیں کہا

موحد چہ در پائے ریزی زرش
چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش

میں نے ان کے اس جارحانہ چیلنج کی پرواہ نہ کی حسب سابق اپنے تبلیغی سفروں تقریروں اور مناظروں میں منہمک رہا مرزائیوں نے اپنی سوچی سمجھی سکیم کے مطابق یکے بعد دیگرے ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور کے مناظرہ اور بیلوں ڈلہوزی کے جلسہ کے ایام میں مجھ پر دو بار قاتلانہ حملے کئے۔ ڈیرہ بابا نانک کے حملہ میں مجھے زخم آیا۔ ایک مرزائی نے صاف الفاظ میں مجھے کہا کہ یاد رکھو "ہم تمہیں قتل کرادینگے خواہ ہمارا پچاس ہزار روپیہ خرچ ہو" میں نے اسے جواب دیا کہ میرا عقیدہ ہے کہ شہادت سے بہتر کوئی موت نہیں۔ قبر کی رات کبھی گھر میں نہیں آسکتی۔ ایک دفعہ بعد نماز عشا بیلوں ڈلہوزی کی مسجد میں تردید مرزائیت پر میری تقریر ہو رہی تھی۔ ایک مرزائی جس نے کمبل اوڑھا ہوا تھا میز کے نزدیک آیا ایک مسلمان نے پکڑ لیا مرزائی نے کمبل میں چھرا چھپا رکھا تھا۔ سب انسپکٹر پولیس جلسہ میں

موجود تھا۔ اس نے اسی وقت مرزائی کو گرفتار کر کے چھرا اپنے قبضہ میں لے لیا اور اسے تھانے کے حوالات میں بند کر دیا دوسرے دن علاقہ مجسٹریٹ کے پیش کر دیا۔

مجسٹریٹ نے ملزم سے چھ ماہ کے لئے نیک چلنی کی ضمانت لے لی لاہور کے اخبارات میں مجھ پر ڈیرہ بابا نانک کے حملہ کی خبر شائع ہوئی تھی حضرت مولانا ظفر علی خان رحمتہ اللہ علیہ نے زمیندار میں ایک شذرہ سپرد قلم فرمایا تھا

مجلس احرار اسلام کے زعماؤں کو مجھ پر مرزائیوں کے حملوں کا علم ہوا تو قائد احرار حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ نے ناظم دفتر سے فرمایا کہ مرزائیوں کی جارحیت کا جواب دینے کے لئے جلسہ کا انتظام کیجئے۔ چنانچہ کثیر التعداد پوسٹر چسپاں کئے گئے اخبارات میں اعلان ہوا شہر کے ہر حصے میں منادی ہوئی کہ باغ بیرون دہلی دروازہ بعد نماز عشا زیر صدارت چوہدری افضل حقؒ صاحب عظیم الشان جلسہ منعقد ہوگا جس میں حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانویؒ مرزائیوں کی جارحیت کے چیلنج کا جواب دینگے۔

بعد نماز عشاء چالیس ہزار سے زائد کے مجمع میں حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانویؒ نے مجھے سٹیج پر کھڑا کر کے میرا تعارف کرایا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے اس نوجوان نو مسلم عالم نے مناظروں میں مرزائیوں کو ذلیل ترین شکستیں دی ہیں مرزائی ان کے دلائل کا جواب نہ دے سکے تو ڈیرہ بابا نانک اور ڈلہوزی میں ان پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔

میں مرزائیوں سے نہیں ان کے خلیفہ مرزا محمود سے کہتا ہوں کہ اگر تم یہ کھیل کھیلنا چاہتے ہو تو میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ مرد میدان بنو، اب لال حسین اختر پر حملہ کراؤ پھر احرار کے فداکاروں کی یورش اور قربانیوں کا اندازہ لگانا ایک کی جگہ ایک ہزار سے انتقام لیا جائے گا۔ ہم خون کو رائیگاں نہیں جانے دینگے۔ ہماری تاریخ تمہارے سامنے ہے ہم محلاتی سازشوں کے قائل نہیں ہم میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے ہیں۔ ہمیں جو عمل کرنا ہوتا ہے اس کا واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیتے ہیں۔ حضرت مولانا کی تقریر کیا تھی شجاعت و ایثار اور حقائق کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ بار بار نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتے تھے۔ فرمایا ہم وہی احرار ہیں جن کے ۳۱ رضا کار اسلام اور مسلمانوں کی عزت بچانے کیلئے سینوں پر ڈوگرہ حکومت کی گولیاں کھا کر شہید ہوئے ہیں اور چالیس ہزار نے قید و بند کی مصیبتیں بخوشی برداشت کیں۔ اس کے بعد مرزائیوں کو سانپ سونگھ گیا مرزا بشیر کی عقل ٹھکانے آ گئی۔ میں حضرت امیر شریعتؒ اور ان کے گرامی قدر رفقا کی معیت میں ترویج و اشاعت اسلام اور احقاق حق و ابطال باطل کیلئے وقف ہو گیا۔ اوپر میں نے جن خوابوں کا ذکر کیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

خوابیں:

ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک چٹیل میدان میں ہزاروں لوگ حیران و پریشان کھڑے ہیں میں بھی ان میں موجود ہوں۔ ان کے چاروں طرف لوہے کے بلند و بالا ستون ہیں اور ان پر زمین سے لے کر قد آدم تک خاردار تار لپٹا ہوا ہے۔ تار کے اس حلقے سے باہر نکلنے کا کوئی دروازہ یا راستہ نہیں۔ ہزاروں اشخاص کو اس میں قید کر دیا گیا ہے۔ ان میں چند میری شناسا صورتیں بھی ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ ہمیں اس مصیبت میں گرفتار کیوں کیا گیا ہے انہوں نے مجھے جواب دیا کہ ہمیں احمدیت کی وجہ سے مخالفین نے یہاں بند کر دیا ہے یہاں سے کچھ فاصلہ پر مسیح موعود پلنگ پر سوئے ہوئے ہیں انہیں ہماری خبر نہیں کہ وہ ہماری رہائی کیلئے کوشش کر سکیں۔ ہم

میں سے کسی کے پاس کوئی اوزار نہیں جس سے خاردار تار کو کاٹ کر باہر نکلنے کا راستہ بنایا جاسکے۔ میں نے خاردار تار کے چاروں طرف گھومنا شروع کیا میں نے دیکھا کہ ایک جگہ سے زمین کی سطح کے قریب کا تار ڈھیلا ہے میں زمین پر بیٹھا اور اس تار کو اپنے دائیں پاؤں سے نیچے دبایا تو وہ تار زمین کے ساتھ جالگا سر کے قریبی تار کو ہاتھ سے ذرا اوپر کیا تو دونوں تاروں میں اسقدر فاصلہ ہو گیا کہ میں تار سے باہر نکل آیا۔

مجھے کافی فاصلہ پر پلنگ نظر آیا جس پر مرزا غلام احمد قادیانی چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا۔ میں نہایت ادب و احترام سے پلنگ کے قریب پہنچ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس نے اپنے چہرے سے چادر سرکائی تو اس کا منہ قریباً دو فٹ لمبا تھا شکل ناقابل بیان تھی (خنزیر جیسی) ایک آنکھ بالکل بے نور اور بند تھی دوسری آنکھ ماش کے دانے کے برابر تھی اس نے کہا میری بہت بری حالت ہے اس کی آواز کے ساتھ شدید قسم کی بدبو پیدا ہوئی اس کی شکل اور بدبو سے میں کانپ گیا میری نیند اچاٹ ہو گئی میری نیند جاتی رہی۔ اور میری آنکھ کھل گئی

دوسرا خواب:

ایک رات خواب دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے قریباً دو سو گز آگے جا رہا ہے میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوں تانت (جس سے روئی دھنی جاتی ہے) کا ایک سرا اس کی کمر میں بندھا ہوا ہے اور دوسرا سرا میری گردن میں ہمارا سفر مغرب سے مشرق کی طرف ہے۔ دوران سفر راستہ پر دائیں طرف ایک نہایت وجیہ شخص نظر آئے۔ سفید رنگ درمیانہ قد روشن آنکھیں سفید پگڑی سفید لمبا کرتہ سفید شلوار۔ مسکراتے ہوئے مجھے فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ جہاں میرے آگے جانے والے مجھے لے جا رہے ہیں۔ کہنے لگے جانتے ہو یہ کون ہے؟ اور تمہیں کہاں لے جا رہا ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں؟ اور مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ فرمانے لگے یہ غلام احمد قادیانی ہے خود جہنم کو جا رہا ہے اور تمہیں بھی وہیں لئے جا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جو جان بوجھ کر جہنم میں جائے اور دوسروں کو بھی جہنم میں لے جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسیلمہ کذاب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے عمداً جہنم کا راستہ اختیار نہ کیا تھا؟ میں ان کی اس دلیل کا جواب نہ دے سکا تو فرمانے لگے غور سے سامنے دیکھو میں نے سامنے نگاہ کی تو مجھے بہت دور حد نگاہ پر زمین سے آسمان تک سرخی دکھائی دی انہوں نے پوچھا جانتے ہو یہ سرخ رنگ کیا ہے؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا کہنے لگے یہی تو جہنم کے شعلے ہیں میں حسب سابق چل رہا تھا وہ بھی میرے ساتھ ساتھ قدم اٹھاتے جا رہے تھے۔ وہ غائب ہو گئے میں بدستور اس شخص (غلام احمد قادیانی) کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ ہم سرخی (جہنم کے شعلوں) کے قریب ہو رہے تھے۔ اب تو مجھے حرارت بھی محسوس ہونے لگی۔ وہ وجیہ شخصیت پھر نمودار ہوئی انہوں نے تانت پر ضرب لگائی۔ تانت ٹوٹ گئی اور میں نیند سے بیدار ہو گیا۔

ترک مرزائیت کے وجوہ لکھنے کا میرا ارادہ نہیں تھا مگر میرے چند احباب نے بھی مجبور کیا کہ میں مرزائیت کے متعلق اپنی معلومات معرض تحریر میں لاؤں تاکہ عامۃ المسلمین اس سے فائدہ حاصل کر سکیں

میرے محترم چچا خان سلطان احمد خانصاحبؒ نے جو تردید مرزائیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے اس کتاب کے متعلق مفید مشورے اور حوالہ جات سے میری مدد کی

جزاہ اللہ احسن الجزاء

مجلس تحفظ ختم نبوت کے امراء

از حضرت مولانا تاج محمود ر

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر ہفتہ وار لولاک نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نمبر شائع کیا تھا۔ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ نے "ختم نبوت کے سپہ سالار کے عنوان سے حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر گرانقدر مقالہ شامل کیا تھا۔ حضرت مولانا محمد حیاتؒ عارضی طور پر چھ ماہ کے لئے مجلس کے امیر رہے تھے۔ اس مناسبت سے آخر میں حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مضمون کے اضافہ کے ساتھ لولاک کے نئے دور کے آغاز پر پیش خدمت ہے۔ اس مضمون کے آخری حصہ کا اضافہ ادارہ نے کیا ہے۔ (ادارہ)

زیر نظر شمارہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرحوم امیر مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں بطور خاص نمبر شائع کیا جارہا ہے۔ مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ مجلس کے پانچویں امیر اور سربراہ تھے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے اس شمارہ میں مولانا مرحوم سے پہلے جماعت کے چار سربراہوں کا مختصر آ تذکرہ بھی آجائے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام ملک کی تقسیم کے بعد اس وقت عمل میں لایا گیا جب مذہبی اور سیاسی دونوں لحاظ سے ضروری ہوگیا تھا کہ عوام کو مرزائیت کے فتنہ اور اس کی خلاف ملک اور اسلام دشمن سرگرمیوں سے موثر طور پر آگاہ کیا جائے۔ مرزائیت کا محاسبہ اور تعاقب علمائے حق روز اول ہی سے کرتے چلے آرہے تھے۔ لیکن مجلس احرار اسلام وہ پہلی جماعت تھی جس نے منظم اور جماعتی طور پر اس کا محاسبہ کیا۔ انگریزوں کی سرپرستی میں جس طرح اس جماعت کو پروان چڑھانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اگر مجلس احرار اسلام اس کے سامنے سدِ سکندری نہ بن گئی ہوتی تو انگریزوں کا یہ خود کاشتہ پودا پورے غلامستان ہندوستان پر اپنا منحوس سایہ پھیلا چکا ہوتا۔

قیام پاکستان تک تو مجلس احرار نے اس کا ناطقہ بند کیے رکھا لیکن دوسری طرف بد قسمتی یہ ہوئی کہ مجلس احرار بوجوہ تحریک پاکستان کی حمایت مسلم لیگ کے نہج پر نہ کر سکی تھی، تحریک پاکستان سے پہلے اسے شہید گنج کے سلسلہ میں عوامی غیظ و غضب کا شکار ہونا پڑا تھا۔ رہی سہی کسر تحریک پاکستان کے زمانے میں نکل گئی۔

مرزائی پاکستان کے سیاسی طور پر ہی نہیں الہامی طور پر بھی مخالف تھے۔ جب پاکستان مرزائیوں کی ہر طرح کی مخالفت کے علی الرغم بننے لگا تو مرزا محمود نے اعلان کردیا کہ اگر ملک تقسیم ہوا تو وہ تقسیم عارضی ہوگی اور ہم کوشش کریں گے کہ ہندو مسلم پھر آپس میں شیر و شکر ہوجائیں اور ہم کسی نہ کسی طرح پھر اکھنڈ بھارت بنائیں گے۔ مرزا محمود کے اس اعلان کے بعد ہمارے لئے ضروری ہو گیا کہ مسلمانوں کو مرزائیوں کے عقائد کے علاوہ اسکے سیاسی عزائم سے بھی آگاہ کریں ہم نے کلمہ حق کہنا شروع کیا تو اس کا اثر ہوا لیکن بے شمار لوگ ایسے تھے جنہیں مجلس

احرار کے نام سے خدا واسطے کا بیر ہو چکا تھا۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ بات نام کی نہیں کام کی ہے۔ نام کوئی ہو اصل کام ہونا چاہیے پھر جب کہ خود مجلس احرار نے بھی اپنی سیاسی حالت ختم کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ حالات کے تقاضے اور اکثر ساتھیوں کی خواہش کے مطابق ایک غیر سیاسی تنظیم مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے قائم کی گئی اس کے بانی ممبران میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا شیخ احمد بوریوالہؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان راقم الحروف تاج محمودؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا عبداللہ ساہی والؒ، مولانا غلام محمد بہاولپوری، مولانا نذیر حسینؒ پنو عاقل، مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور چند دیگر ساتھی شامل تھے۔

اس پلیٹ فارم کا سب سے بڑا یہ فائدہ ہوا کہ سرکاری ملازمین بھی جماعت میں شامل ہو سکتے تھے۔ یہ جماعت ملک کی کسی مسلمان سیاسی جماعت کی حریف بھی نہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جس کام کی راہ میں بے شمار مشکلات تھیں۔ وہی کام اللہ کے فضل و کرم سے دن دگنی رات چوگنی ترقی سے ہونے لگا۔ عوام کسی تعصب کے بغیر حق بات سننے لگے بلکہ سمجھنے لگے۔ ملک کے خلاف مرزائیوں کی سازشیں بے نقاب ہونے لگیں۔ تو عوام نے نہ صرف یہ کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا بلکہ چوہدری ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کرنے اور تمام مرزائی افسروں کو کلیدی اسامیوں سے نکال دینے کا بھی مطالبہ شروع کر دیا اور چند سالوں میں ہی مرزائیوں کے خلاف ایک عظیم تحریک منظم ہو گئی۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ:

مجلس تحفظ ختم نبوت کے پہلے امیر اور سربراہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ منتخب ہوئے۔ حق یہ ہے کہ وہ اس جماعت کے بانی بھی تھے اور سربراہ بھی۔ شاہ جی کے آباؤ اجداد سرزمین بخارا سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے بڑے بزرگوں میں سے کوئی صاحب کشمیر آکر آباد ہو گئے تھے۔

شاہ جی کے والد اور والدہ دونوں گھرانے حافظ اور عالم تھے۔ شاہ جی کے والد حافظ سید ضیاء الدین بخاریؒ ناگڑیاں ضلع گجرات میں رہنے لگے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ پٹنہ کے ایک سید خاندان حضرت سید احمد اندرابیؒ کی صاحبزادی تھیں۔ شاہ جی کا بچپن اپنے ننھیال پٹنہ میں گزرا۔ حق تعالیٰ نے زبان بیان کے جوہر بچپن ہی میں عطا کر دیئے تھے۔ تعلیم کے سلسلہ میں امرتسر میں رہے پھر وہیں قیام اختیار کر لیا، ابتداء میں اصلاحی مضامین پر تقریریں کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت بخشی تو مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کی دعوت پر قومی تحریکوں اور جلسوں میں حصہ لینے لگے۔ پنجاب کے حریت فکر رکھنے والے مسلمان رہنماؤں نے کانگرس سے علیحدہ اپنی جماعت مجلس احرار اسلام بنائی۔ تو اس کے بانی ممبر کی حیثیت سے اس میں شامل ہو گئے۔ جن ہندوستانی رہنماؤں نے برصغیر کی تحریک آزادی کے لیے کام کیا۔ قربانیاں دیں اور لوگوں میں بیداری پیدا کی۔ شاہ جی ان میں ہر لحاظ سر فہرست تھے۔ زندگی کا ایک چوتھائی جیلوں میں بسر ہوا خود ان کے بقول میری زندگی جیل ریل اور تمہارے اس کھیل میں گزر گئی۔ مسلمانوں میں سیاسی سماجی اور اقتصادی بیداری پیدا کرنے کے سلسلہ میں شاہ جی نے بڑی خدمات سرانجام دیں۔ شاہ جی واحد رہنما تھے جو مسلمانوں کو اخبار پڑھنے اور ملکی حالات میں دلچسپی لینے کی ترغیب دیتے تھے۔ دیہات اور قصبات

میں مسلمانوں کو کھدر کی دوکانیں کھلواتے جب کہ مسلمان اس وقت دوکانداری کرنا عیب سمجھتے تھے۔ مسلمانوں کی معاشرتی اور سماجی طور پر بڑی خدمت کی، آزادیٔ وطن کے بعد جو نقشہ ان کے ذہن میں تھا۔ اس پر اب بحث عبث ہے لیکن انہیں اس بات کا بہت دکھ تھا کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں سے چھینا تھا۔ پھر انگریزوں کو نکالنے کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں بھی مسلمانوں نے ہی دی تھیں۔ سراج الدولہ اور سلطان ٹیپو سے لے کر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء تک لاکھوں مسلمان آزادی کے لئے قربان ہوئے جیلیں کاٹیں گولیاں کھائیں، پھانسی کے پھندوں کو چومتے رہے لیکن اب جب ملک آزاد ہوگا تو وہ مسلمانوں کا ملک کس کو ملے گا۔

درمیان میں ایک عظیم متحد خطہ اور بہت بڑی سلطنت بکرماجیت کا تخت، بھاکر ہندو کے حوالے کی جائے گی۔ دائیں بائیں دو بکھرے ہوئے اور ایک دوسرے سے ایک ہزار میل دو ٹکڑے مسلمانوں کے حوالے ہوں گے جو ایک دوسرے کے دکھ مصیبت میں شریک نہیں رہ سکیں گے۔ انہیں خواجہ اجمیریؒ، خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ اور ان کے نورانی گھرانے اور دوسرے ہزارہا صلحا کے مزاروں کا کفرستان میں رہ جانا سمجھ میں نہ آتا تھا۔ وہ اس کے لئے بھی تڑپ جایا کرتے تھے کہ دہلی کی جامع مسجد مسلمانوں کی عظمت کا نشان، لال قلعہ آگرے کا تاج اور ایسی ہزاروں عظمتیں ہندو کے سپرد ہوں گی۔ دیوبندیوں کا دیوبند، بریلویوں کا بریلی علی گڑھیوں کا علی گڑھ، جامعیوں کا جامعہ، ندویوں کا ندوہ، فرنگی محلیوں، بدایونیوں کے علمی اور روحانی مراکز کفرستان میں چلے جائیں گے۔ لیکن جب پاکستان معرض وجود میں آگیا تو ان کی عظمت دیکھیئے تمام معتقدین، منتسبین اور محبت رکھنے والوں کو تحمل کر فرمایا۔ جناب محمد علی جناح اور ہمارے درمیان سیاسی رائے کا اختلاف تھا۔ ایک ان کی رائے تھی ایک ہماری رائے، دونوں دیانت پر مبنی تھیں، ان کی بات کو قوم کی اکثریت نے قبول کرلیا، ہماری بات کو ماننے سے اکثریت نے انکار کردیا۔ اب تحریک آزادی کی ابتداء سے لے کر آخر تک کی مسلمانوں کی تمام محنتوں، قربانیوں اور کاوشوں کا صلہ پاکستان ہے۔ اس ملک کا حکم ایک مسجد کا ہے جو، اب بن گئی ہے۔ اب اس کا آباد کرنا باعث اجر و ثواب اور اس کا گرانا یا اسے نقصان پہنچانا حرام اور باعث عذاب ہے۔ شاہ جی انتہائی خوددار غیرتمند، بہادر اور جری انسان تھے۔ حق تعالےٰ نے انہیں پیغمبرانہ وجاہت عطا فرمائی تھی۔ ان کا وجود اور سراپا قدرت کا شاہکار تھا، زبان سے بولتے نہیں موتی رولتے تھے، آواز میں قدرت نے جادو بھر دیا تھا۔ حافظہ خدا کی عطا تھی۔ ان کے بیان کی اثر آفرینی مالک کی دین تھی۔ وہ تقریر کیا کرتے لوگوں کے ہوش و خرد کو شکار کر لیتے۔ ان کے حواس پر شاہ جی کا قبضہ ہوجاتا۔ چاہتے تو مجمع کو رلادیتے اور چاہتے تو انہیں ہنسادیتے۔ عموماً ان کی تقریر رات ۱۰، ۱۱ بجے شروع ہوتی وہ خود اور ان کے تمام سامعین رات بھر خدا جانے کہاں چلے جاتے صبح کی اذان ہوتی تو فرماتے لو صبح ہو گئی۔ موذن، تری آواز مکے اور مدینے۔

اور پھر تقریر کے ختم کرنے کا اعلان کرتے تو ایک کہرام بپا ہوجایا کرتا۔ شاہ جی تھوڑی دیر اور بیان کردیں۔ اور شاہ جی کہتے نہیں، زندہ رہا تو انشاء اللہ پھر کبھی آؤں گا اور تقریر سناؤں گا۔ شاہ جی کی دیانت، امانت مثالی تھی۔ وہ حضور ﷺ کے ارشاد "الفقر فخری" کی تصویر تھے۔ عظیم شخصیت ہوتے ہوئے بھی غریب کارکنوں ساتھیوں اور رضاکاروں سے گھل مل کر رہتے۔ حضور اکرم ﷺ کا عشق ان کے رونگٹے رونگٹے میں رچا بسا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کا نام اتنے ادب سے لیتے کہ سامع کے دل میں حضور ﷺ کے لئے مقام واحترام پیدا ہوتا۔

انگریز کے دشمن تھے اور انگریزوں کے دشمنوں کو سر آنکھوں پر بٹھانے والے، جھوٹ اور چوری ان کے ہاں ناقابل معافی گناہ تھا، جھوٹے اور چور کو قریب بھٹکنے نہ دیتے تھے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے حصے میں ان کے بڑھاپے ، بیماری اور معذوری کا زمانہ آیا لیکن انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے عشق اور محبت کے جذبہ کے تحت جماعت کے لئے دن رات کام کیا۔ ملک کے کونے کونے میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ دفاتر کھولے گئے رضاکار بھرتی کیے گئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت انہی کی قیادت میں لڑی گئی۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ تحریک کامیاب نہ ہوسکی لیکن ۱۹۷۴ء کی کامیابی کی بنیاد اسی تحریک میں پیش کی جانے والی قربانیاں ہی ثابت ہوئیں۔

مجلس احرار اسلام کے چمن کی آبیاری بھی زندگی بھر انہوں نے ہی کی تھی اور آخری عمر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا گلستان سدا بہار بھی وہ ہی اپنے ہاتھوں سے آباد کر گئے۔ ویسے تو شاہ جی مجلس کے روح رواں تھے۔ ۱۳۳۱ھ سے جو قافلہ حبیبیہ ہال لاہور میں مرتب اور منظم ہوا تھا اس گلدستہ کے گل سر سبز ہمیشہ وہی رہے تھے۔ تاہم ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی قید و بند کی ابتلاء سے رہائی کے بعد جب ہم دوبارہ اکٹھے ہوئے اور بے پناہ قربانی کرنے کے باوجود جب ہم نے مل کر عہد کیا کہ جب تک مسئلہ ختم نبوت کو حل نہیں کیا جائے گا۔ اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

۱۳ دسمبر ۱۹۵۴ء کو ملتان میں ایک اجلاس ہوا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی باقاعدہ تشکیل اور ترتیب درست کی گئی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو جماعت کا باقاعدہ امیر منتخب کیا گیا۔ ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو شاہ جی کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔ اس لحاظ سے شاہ جی ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۴ء سے ۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء تک مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ۶ سال ۸ ماہ ۹ دن باقاعدہ امیر اور سربراہ رہے۔

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ:

مجلس کے دوسرے امیر مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تھے۔ شجاع آباد ضلع ملتان کا ایک قصبہ ہے۔ قاضی احسان احمدؒ اسی قصبہ میں قاضی محمد امینؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ تعلیم اپنے ہی بزرگوں سے حاصل کی، عربی، فارسی اور اردو زبان کے جید عالم تھے۔ قاضی صاحب اپنی خطابت، ایثار اور قربانی کی بدولت ملک گیر شہرت کے مالک بن گئے۔ تو ان کی بدولت شجاع آباد کے بھی بھاگ جاگ گئے اور شجاع آباد کا گمنام قصبہ بھی ملک گیر شہرت کا حامل ہو گیا۔

شجاع آباد بادشاہوں کے وقتوں کے کسی نواب کے نام پر ہے۔ قلعہ نما شہر اور درمیان میں شاہی مسجد ہے۔ قاضی صاحب مرحوم کے کوئی جد امجد قاضی، جسٹس یا جج کے عہدہ پر فائز تھے۔ ان کی اولاد قاضی کہلائی، منصب مکان جائیداد جدی چلی آرہی ہے۔ قاضی صاحب کو اللہ تعالی نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ ان کا وجیہہ چہرہ مہرہ خطیبانہ تھا۔ بلا کے ذہین انسان تھے۔ عالم با عمل قسام ازل سے غضب کا حافظہ پایا تھا۔ شاہ جی کا ظل اور عکس شمار ہوتے تھے۔ پہلے احرار میں اور تقسیم ملک کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ممبران میں شامل تھے۔ شعلہ نوا خطیب لاکھوں کے مجمع پر چھا جانے والے مشکل سے مشکل مسائل کو اپنے آسان طرزِ بیان سے عوام کے ذہن نشین

کرنے کا خاص ملکہ رکھتے تھے۔ ضرورت کی کتابوں، اخباروں، رسالوں اور دستاویزات کا حوالہ ان کے پاس موجود ہوتا۔ جسٹس منیر کے بقول ان کے ساتھ ایک بہت بڑا صندوق لازماً ہوا کرتا تھا جسے ایک مضبوط زنجیر اور تالا کے ذریعے محفوظ رکھا جاتا۔ وہ صندوق دراصل قاضی صاحب کا اسلحہ خانہ تھا جس میں وہ تمام دستاویزی ثبوت اور حوالہ جات محفوظ رکھتے تھے۔ قاضی صاحب نے اونچے حلقوں میں اور اسی طرح تعلیم یافتہ طبقہ میں جماعت کی سفارت اور ترجمانی کا حق ادا کیا۔ قاضی صاحب مرحوم بظاہر امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ رکھتے تھے۔ لیکن درحقیقت وہ صحیح معنوں میں درویش منش انسان تھے۔

قاضی صاحب نے جب مرزائیت کے متعلق حوالہ جات پہلی دفعہ نارووال کے ریلوے اسٹیشن پر سیلون میں ٹھہرے ہوئے خان لیاقت علی خان وزیراعظم پاکستان کو دکھائے تو خاں صاحب کی حیرت گم ہوگئی۔

قاضی صاحب نے خان لیاقت علیخان کو جب عربوں کا مرزا بشیر الدین محمود ہیڈ آف دی جماعت ربوہ کے نام خط دکھلایا جس میں عربوں نے مرزا صاحب کا اس بات پر شکریہ ادا کیا تھا کہ آپ کی ہدایت پر چودھری ظفر اللہ خان نے ہماری یو این او میں حمایت کی ہے تو خان صاحب کی آنکھیں کھل گئیں۔

قاضی صاحب نے فرمایا خان صاحب سر ظفر اللہ وزیر خارجہ پاکستان کا ہو، تنخواہ پاکستان کے خزانہ سے لیتا ہو۔ آپ کی کابینہ کا ممبر ہو، نمائندہ آپ کا ہو، اور عرب شکریہ مرزا محمود کا ادا کریں۔ حالانکہ عربوں کو یو این او میں حمایت مرزا محمود کی نہیں بلکہ پاکستان کی پالیسی ہے۔ عربوں کو شکریہ مرزا محمود کا نہیں بلکہ حکومت پاکستان اور آپ کا ادا کرنا چاہیے تھا۔

قاضی صاحب ایک دفعہ مرزائیوں کی ان سرگرمیوں کا احتساب کرنے کے لئے کوئٹہ تشریف لے گئے۔ جو مرزائیوں نے بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کے لئے بپا کر رکھی تھیں اور جن کے پیچھے ایک گہری سازش کارفرما تھی۔

میاں امین الدین وہاں حکومت کے انچارج اعلیٰ تھے۔ ان کا مزاج افسرانہ اور متکبرانہ تھا۔ قاضی صاحب نے ملاقات کے لئے وقت مانگا تو اس نے معذرت کردی۔ قاضی صاحب نے دوبارہ کہلوایا کہ ملکی نوعیت کے مسائل پر گفتگو مقصود ہے۔ اس نے پندرہ منٹ عنایت فرمادیئے۔ قاضی صاحب اندر گئے ملاقات شروع ہوئی۔ مرزائیت کے متعلق بات شروع کی تو اس نے بڑے غرور سے کہا کہ اس کے متعلق ہم نے سرکلر کردیا ہے۔ چھوڑیئے اس بات کو اور بات ہے تو کیجیے۔ قاضی صاحب نے فرمایا۔ وہ سرکلر آپ نے نہیں کیا میں مرکزی حکومت سے جاری کروا کر آیا ہوں میاں صاحب کی اکڑی ہوئی گردن کچھ ڈھیلی ہوئی، دریافت کیا آپ مرکز میں کس سے ملے تھے۔ قاضی صاحب نے مرکزی وزراء اور وزیراعظم کا نام لیا اور سرکاری محکموں میں مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں کے متعلق سرکلر کے جاری کیے جانے کی تفصیل بتائی۔ میاں صاحب کی گردن میں مزید خم پیدا ہوگیا۔ اب قاضی صاحب نے اپنا صندوق اندر منگوایا اور مرزائیوں کے متعلق وہ تمام حوالے نکال نکال کر دکھانے شروع کیے جن میں مرزائیوں کے سیاسی عزائم اور بلوچستان پر قبضہ کرنے کی باتیں درج تھیں۔ مرزائی لٹریچر سے جب میاں صاحب نے وہ حوالے دیکھے تو قاضی صاحب نے فرمایا میاں صاحب بلوچستان کے متعلق یہ خطرات آپ کے علم میں ہیں۔ میاں صاحب نے جواب دیا مجھے تو ان باتوں کا علم نہیں تو آپ نے مرکز کو بھی قادیانی سرگرمیوں کی کوئی اطلاع نہیں بھجوائی ہوگی۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کے زیر انتظام علاقہ میں ملکی سالمیت کے خلاف سازشیں پروان چڑھ رہی

(بقیہ ص ۴۸ پر)

مکتوب محمود

۱۶ر اپریل ۷۱ء کو مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمتہ اللہ علیہ کا ملتان میں سانحہ ارتحال پیش آیا۔ حضرت مولانا تاج محمود رحمتہ اللہ علیہ جنازہ پر تشریف لائے، تجہیز و تکفین کے بعد آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ نشتر ہسپتال پہنچایا گیا تو معلوم ہوا کہ ہارٹ اٹیک ہوا ہے کئی دن نشتر ہسپتال زیر علاج رہے۔ ملتان سے فیصل آباد اور پھر وہاں سے لاہور میو ہسپتال میں زیر علاج رہے اس دوران میں جب کہ آپ میو ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ ملتان میں مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کر لیا گیا۔ حضرت مولانا جالندھری مرحوم کی وفات کے بعد مجلس کے نظم کو چلانے کے لئے انتہائی اہم اجلاس تھا۔ اس موقع پر اپنی بیماری کے باعث مولانا تاج محمود مرحوم شریک نہ ہو سکتے تھے لہٰذا آپ نے حضرت مولانا لال حسین اختر رحمتہ اللہ علیہ کے نام ایک خط تحریر فرمایا جسے مجلس شوریٰ کے لئے مشعل راہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ غیر مطبوعہ یہ خط ایک تاریخی اہمیت کا حامل ہے جسے بطور تبرک قارئین لولاک کی نذر کیا جاتا ہے۔ادارہ

۳۲۔ البرٹ وکٹر میو ہسپتال

لاہور

مخدومی و مکرمی حضرت مولانا دامت برکاتہم

السلام علیکم! آپ کو معلوم ہے کہ ۲۳ اپریل ۷۱ء سے عارضہ دل کی وجہ سے بیمار ہوں۔ پہلے نشتر ہسپتال میں اور اب البرٹ وکٹر ہسپتال میں داخل ہوں۔ اللہ کا شکر ہے کہ کافی افاقہ ہے۔

زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے اس میں کسی کو کوئی دخل اور اختیار حاصل نہیں ہے دعا یہی ہے اور مخلص احباب بھی یہی دعا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ عطاء فرمائے۔

بیماری کے اس دو ماہ کے عرصے میں کافی غور و خوض کا موقع ملا ہے چند باتیں جو میری سمجھ میں آئی ہیں وہ آپ کے لئے اور جماعت کے دوسرے ساتھیوں کے لئے تحریر کر رہا ہوں۔

ا۔ ہر پاکستانی کی طرح ہمیں بھی حق حاصل تھا کہ ہم ملک و قوم کی خدمت کے لئے سیاست

میں حصہ لیتے اور ملک میں ایک سیاسی جماعت کی حیثیت سے کام کرتے اور ہمارے اس حق کو کسی کو غصب کر لینے یا چھیننے کا حق حاصل نہ تھا لیکن ملک بنتے ہی ہم نے سیاست کی پر خار وادی کو چھوڑ دیا اور سیاسی کام کرنے کی بجائے صرف اشاعت اسلام' حفاظت دین خصوصاً" تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور اسی طرح رد رسومات قبیحہ اور اصلاح معاشرہ کا کام کرنا اختیار کیا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی انہی اسلامی اور تبلیغی بنیادوں پر تشکیل کی گئی اور انہی حدود کے اندر ہم نے اپنوں اور بیگانوں سب کے مظالم و مصائب برداشت کئے اور کام کرتے چلے آئے۔

۲۔ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور مولانا محمد علی جالندھری جیسے اکابر رہنماء دنیا سے رخصت ہو گئے ہم جو پیچھے رہ گئے ہیں اگرچہ خدا کے فضل و کرم سے ان میں بھی بڑی صلاحیتیں' حوصلہ مندی' ایثار سب کچھ موجود ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ اب ہم ایک یتیم کنبے کی مانند رہ گئے ہیں اس وقت حالت یہ ہے کہ علماء فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں ملک کے قیامت خیز حالات نے بھی انہیں خواب غفلت سے بیدار نہیں کیا بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہیں یہ شعور ہو گا کہ دہریت' قادیانیت 'اسلام اور ملک کو تباہ کرنے والے دوسرے فتنے کس حد تک اپنی جڑیں مضبوط کر چکے ہیں' کچھ حضرات کو سیاست کی چاٹ نے اپنے اصل فرائض سے یا بالکل ہٹا دیا ہے یا کم از کم غافل کر دیا ہے مرزائیت کے متعلق روز اول سے ہمارے اکابر اور ہم نے جو کچھ محسوس کیا اور جو کچھ کہا' ہر آنے والا دن ان خطرات کی تائید و تصدیق کر رہا ہے۔ اگر حالات یہی رہے تو کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ مرزائیت اور کیا کیا گل کھلائے گی۔

ان سب پریشان کن حالات پر گہرا غور و خوض کرنے کے بعد ایک اور بات میرے سامنے روز روشن کی طرح ظاہر ہوئی ہے وہ یہ کہ گزشتہ پچیس سال میں اس ملک پر اتنی مصیبتیں آفتیں آئی ہیں کہ ان میں سے ہر آفت و مصیبت اس ملک کو نہ صرف تباہ کرنے کے لئے کافی تھی بلکہ اس کی سالمیت کے لئے ہی خطرہ تھی ان تمام مصائب و آفات میں اکثر مصائب و آفات اس ملک کے سیاسی لیڈروں اور ان کی سیاسی جماعتوں کی پیدا کردہ تھیں۔

گزشتہ ۲۵ سال کے عرصہ کے دوران مملکت پاکستان میں جب بھی کوئی مصیبت اور آفت خواہ وہ سماوی تھی یا سیاسی لیڈروں اور ان کی جماعتوں کی پیدا کردہ تھی' بپا ہوئی تو اس وقت پاکستان کی حفاظت اللہ نے فوج سے اور صرف فوج سے کروائی۔

موجودہ حالت میں میرا یقین اور پختہ ہو گیا ہے شیخ مجیب الرحمٰن اور اس کی جماعت نے جو کردار مشرقی پاکستان میں ادا کیا ہے اور اسی طرح بھٹو صاحب اور ان کی جماعت نے مغربی پاکستان

میں جس اخلاق و کردار کے نمونے کا مظاہرہ کیا ہے اس کے بعد یہ توقع رکھنا کہ مستقبل قریب میں کوئی سیاسی جماعت ملک کو استحکام بخشے گی یا یہاں کے عوام کے دکھوں' دردوں کا مداوا کر سکے گی ایک بالکل غلط اور فضول خیال ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اس وقت مرزائی بھٹو اور بھٹو کی جماعت کے ساتھ مل کر ڈینگیں مارتے پھرتے ہیں یہ بھی صحیح ہے کہ مملکت کی سرکاری ملازمتوں خصوصاً" اہم ترین شعبوں پر بھی ان کا قبضہ ہے اور انہی دو باتوں کی بنیاد پر وہ برسراقتدار آنے یا پاکستان میں اپنے مغربی آقاؤں کے تعاون سے کوئی اسرائیل بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں لیکن یقین رکھیئے کہ یہ سب کچھ اس وقت تک ہے جب تک کہ ہمارے فوج کے جوانوں اور افسروں کو مرزائیوں کے ان خفیہ اور برے ارادوں اور منصوبوں کا علم نہیں ہے۔ میرا پختہ یقین ہے کہ اس وقت ملک میں علماء' طلباء' مزدور' کسان' سیاسی لیڈر غرض یہ کہ ہر شعبے کے لوگوں کے راہنماؤں کی اکثریت خود غرض' انتشار اور تخریب کاری کا شکار ہے صرف ملک میں فوج ہی ایک ایسی قدر رہ گئی ہے کہ جس میں اتفاق' اتحاد' حب الوطنی' جانبازی اور ملک و ملت کی خدمت کا جذبہ موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت اور تقدیس برقرار ہے۔

ان حالات میں میری حقیر رائے یہ ہے کہ ہم اپنے طریق کار میں ایک بنیادی تبدیلی پیدا کریں' اکثر سیاسی جماعتیں اس وقت فوج سے ایک اندرونی حسد اور رقابت رکھتی ہیں اور یہ چاہتی ہیں کہ کسی نہ کسی طرح جلد از جلد ہمیں جمہوریت کے نام پر اقتدار مل جائے موجودہ حالات میں ایسا ہونا اس ملک اور قوم کی بدقسمتی ہوگا۔

اس وقت فوج جن خطوط پر ملک کی سالمیت کو بچانے اور سیاسی اور اقتصادی استحکام پیدا کرنے میں مصروف کار ہے ہمیں اس کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے اور اپنے تمام ساتھیوں' راہنماؤں' مبلغوں اور جماعت کے عہدیداروں کو زبانی یا ایک سرکلر (CIRCULAR) کے ذریعے ہدایت کر دینی چاہیئے کہ وہ فوج کے راہنماؤں کی تقریروں' ہدایات اور احکام کی روشنی میں ان سے ٹکراؤ پیدا نہ کریں تاکہ ملک کی سالمیت و استحکام کو جو خطرات درپیش ہیں وہ دور ہوں اور یہ محض رضائے الٰہی کے حصول اور ملک اور قوم کی خدمت کے جذبے سے کیا جائے' ہم اس وقت ملک میں کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے فوج کو کسی قسم کی ہماری طرف سے پریشانی یا تکلیف ہو۔

باقی رہا مرزائیت کا مسئلہ تو آپ یقین مانیئے کہ ہماری کوششیں بار آور ہوں یا نہ ہوں گنبد خضرا میں آرام فرمانے والے صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت یہ کبھی برداشت نہ کرے گی کہ وہ ملک جو

لاکھوں مسلمانوں کے خون اور ہزاروں خواتین اسلام کی عصمتوں کی قربانی پر قائم ہوا ہے اس پر یہ مٹھی بھر مرزائی کسی سازش سے برسراقتدار آجائیں گے۔

دشمنان اسلام کے ساتھ مل کر اگر یہ بھی کوئی بدخواہی یا بدنیتی کریں گے تو آپ یقین رکھیے کہ مجھ سے اور آپ سے اور پاکستان کے دوسرے مسلمانوں سے ہمارے فوجی نوجوانوں میں حب الوطنی 'اسلام کا جذبہ اور رسول اللہ کا عشق زیادہ ہے۔

کیا آپ اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا معجزہ نہیں سمجھتے کہ حال ہی میں جب سو سو اور پانچ پانچ سو کے نوٹوں پر پابندی عائد ہوئی اور لوگوں نے نوٹ جمع کروائے تو گلبرگ کالونی لاہور میں پولیس نے ایم ایم احمد کے سگے بھانجے حماد احمد کی کوٹھی پر چھاپہ مارا' دو بوریاں ان کرنسی نوٹوں کی جو ممنوع قرار دیئے جاچکے تھے چار ٹرانسمیشن سیٹ' کچھ ایسی دستاویزات جو پاکستان کی سالمیت کے خلاف تھیں وغیرہ وغیرہ چیزیں پکڑی گئیں' اگرچہ مرزائیوں کے اثر و رسوخ کی وجہ سے اخبارات میں دوسرے روز ایک معمولی سی تردید شائع کرادی گئی ہے لیکن ملزم تاحال گرفتار ہے فوج اس مسئلہ کی تحقیقات کر رہی ہے اس کے دوسرے ساتھی گرفتار کئے جا رہے ہیں میرا یقین ہے کہ یہی چیز مرزائیوں کی کسی بہت بڑی سازش کے انکشاف کا باعث ثابت ہوگی اور اس قسم کی چیزوں میں خود قدرت کام کر رہی ہے میرا اور آپ کی کوششوں کا کوئی دخل نہیں۔

یہ چند سطریں میں بستر سے لکھوا رہا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ اور دوسرے اکابر اسے توجہ کا مستحق سمجھیں گے۔ احباب میری شفائے کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں امید ہے کہ ایک ہفتے تک ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر چلا جاؤں گا۔

والسلام
تاج محمود غفرلہ

۲۰ جون ۱۹۷۱ء

انتخاب چوک پرمٹ ضلع مظفر گڑھ

امیر قاری شکیل احمد
ناظم تبلیغ۔ نسیم صدیقی
خازن۔ ملک عبدالصمد

ناظم حاجی بشیر احمد
ناظم نشرو اشاعت۔ ملک محمد اصغر
نمائندہ مجلس عمومی۔ حاجی بشیر احمد

مندرجہ بالا انتخابات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سکرٹری نشرو اشاعت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب کی نگرانی میں مکمل ہوئے۔

مسیحی اعتراضات کے جوابات

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ رحمۃ اللہ علیہ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے غیر مطبوعہ مسودہ جات میں سے ہمیں مسیحی حضرات کے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کچھ مواد ملا ہے جسے ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرنا شروع کر رہے ہیں (ادارہ)

مغالطہ ۔۔۔۔ حضرت محمد ﷺ نے متعدد بیویاں کیں بہت سی عورتوں سے شادی کرنا نبی کے شایان شان نہیں۔

جواب:۔ عیسائیوں کو حق نہیں کہ وہ حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات گرامی پر تعدد ازواج کا اعتراض کریں۔ افسوس صد افسوس کہ عیسائی اپنے روائیتی تعصب کی وجہ سے اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر اعتراض کرتے وقت مقدس بائیبل کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اے کاش کہ یہ لوگ اپنے "خداوند یسوع مسیح" کے مندرجہ ذیل ارشاد کو ملحوظ خاطر رکھتے:۔

"عیب جوئی نہ کی جائے کیونکہ جس طرح تم عیب جوئی کرتے ہو اسی طرح تمہاری بھی عیب جوئی کی جائے گی اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے ناپا جائے گا"۔ (انجیل متی باب ۷ ورس ۱،۲)

عیسائیوں پر اتمام حجت کے لئے بائیبل مقدس سے بعض انبیاء علیہم السلام کے متعلق چند حوالہ جات درج کئے جاتے ہیں جو تعدد ازواج پر عمل پیرا تھے:

(تعدد ازواج اور انبیاء سابقین)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔

(۱) حضرت ہاجرہ۔ والدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام (کتاب پیدائش باب ۱۶ ورس ۴،۱۲،۲۰)

(۲) حضرت سارہ۔ والدہ حضرت اسحق علیہ السلام (کتاب پیدائش باب ۲۱ ورس ۱ تا ۵)

(۳) حضرت قتورہ۔ والدہ زمران۔ یقسان۔ مدان۔ مدیان۔ اسباق۔ سوخ۔ (کتاب پیدائش باب ۲۵ ورس ۱-۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ:۔

"اور یہ نوشتہ پورا ہوا کہ ابراہیم خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کے لئے راستباز گنا گیا اور وہ خدا کا دوست کہلایا" (یعقوب کا عام خط مشمولہ اناجیل باب ۲ ورس ۲۳)

یعقوب علیہ السلام کی چار بیویاں

(۱) لیاہ۔ والدہ روبن۔ شمعون۔ لاوی۔ یہودہ۔ اشکار۔ زبلون (کتاب پیدائش باب ۲۹ ورس ۲۳ و ۳۲،۳۳ و باب ۳۰ ورس ۱۸،۲۱)

(۲) بلہاہ۔ والدہ دان نفتالی (کتاب پیدائش باب ۳۰ ورس ۶،۷،۸)

(۳) زلفہ۔ والدہ جد۔ آشر (کتاب پیدائش باب ۳۰ ورس ۱۰ تا ۱۳)

(۴) راحل۔ والدہ حضرت یوسف علیہ اسلام۔ بن یامین۔ (کتاب پیدائش باب ۳۰ ورس ۲۴)

حضرت یعقوب علیہ اسلام کے متعلق بائبل میں لکھا ہے:۔

"اور خدا نے اسے (یعقوب کو) وہاں برکت دی اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا اور کہا کہ میں نے خدا کو رو برو دیکھا اور میری جان بچ رہی" (کتاب پیدائش باب ۳۲ ورس ۳۰)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیویاں

(۱) صفورہ۔ والدہ جیرسون یا جیرسوم۔ ۲ الیعزر۔ (کتاب خروج باب ۲ ورس ۲۲ باب ۱۸ ورس ۳،۴)

(۲) قینی کی بیٹی۔ (قاضیوں کی کتاب باب ۱۔ ورس ۱۴)

(۳) حباب کی بیٹی (قاضیوں کی کتاب باب ۴ ورس ۱۱)

(۴) حضرت موسیٰ کو لاتعداد بیویاں رکھنے کی اجازت۔

خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا:۔

"اور جب تو لڑائی کے لیے اپنے دشمنوں پر خروج کرے اور خداوند تیرا خدا ان کو تیرے ہاتھوں میں گرفتار کرے اور تو انہیں اسیر کر لائے اور ان اسیروں میں خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی اسے چاہے کہ تو اسے اپنی جورو بنائے، تو تو اسے اپنے گھر میں لا، اس کا سر منڈوا اور ناخن کٹوا تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے اور تیرے گھر میں رہے اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور اپنی ماں کے سوگ میں بیٹھے۔ بعد اس کے تو اس کے ساتھ خلوت کر اور اس کا خصم بن اور وہ تیری جورو بنے" (استثنا باب ۲۱ تا ۱۰ تا ۱۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بائبل میں خداوند خدا کا ارشاد ہے:۔

"اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا جس سے خداوند آمنے سامنے آشنائی کرتا" (استثنا باب ۳۴ ورس ۱۰)

داؤد علیہ السلام کی بے شمار بیویاں:

(سموئیل ۲ باب ۳ ورس ۲ تا ۵ و باب ۵ ورس ۱۳ و باب ۱۱ ورس ۲۷)

داؤد علیہ السلام کے متعلق بائیل میں لکھا ہے:۔

"خداوند نے میرے حق میں فرمایا تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن تیرا باپ ہوا" (داؤد کا زبور ۲ ورس ۷)

سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورتیں

سو سلیمان انہیں سے عاشق ہو کے لپٹا۔ اس کی سات سو جوروان بیگمات تھیں اور تین سو حرمین" (سلاطین اول باب ۱۱ ورس ۳)

خداوند خدا نے سلیمان کو فرمایا:

"میں نے ایک عاقل اور سمجھدار دل تجھ کو بخشا ایسا کہ تیری مانند تجھ سے آگے نہ ہوا اور نہ تیرے بعد تجھ

سا برپا ہوگا" (سلاطین اول باب ۳ ورس ۱۳) یہ بھی خدا نے فرمایا:۔
"سلیمان میرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہونگا" (تواریخ کی پہلی کتاب باب ۲۲ ورس ۱۰)
سلیمان علیہ السلام کے بیٹے رجعام کی اٹھارہ جوروان اور ساٹھ حرمیں تھیں"۔ (۲ تواریخ باب ۱۱ ورس ۲۱)
"حضرت سلیمان کے پوتے ابیاہ نے چودہ جوروان کیں" (۲ تواریخ باب ۱۳ ورس ۲۱)
"حضرت جدعون کی جوروان بہت سی تھیں" (قاضیوں باب ۸ ورس ۳۰)

اگر عیسائی پادری کہیں کہ متذکرہ بالاتمام حضرات دین موسوی سے متعلق تھے۔ عیسائیت کو تعدد ازواج سے کوئی تعلق نہیں تو جواب یہ ہے کہ بقول انجیل یسوع مسیح کی زندگی کا مقصد موسوی شریعت کی پیروی کرانا تھا۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا:

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑیگا اور یہی آدمیوں کو سکھائیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا اور جو ان پر عمل کریگا اور ان کی تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا" (انجیل متی باب ۵ ورس ۱۷ تا ۱۹)

خداوند خدا کی دو بیویاں:

حزقی ایل نبی فرماتے ہیں:۔

"اور خداوند کا کلام مجھے پہنچا اور اس نے کہا کہ اے آدم زاد دو عورتیں تھیں جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں۔ انہوں نے مصر میں زناکاری کی اور اپنی جوانی میں یار باز ہوئیں وہاں ان کی چھاتیاں ملی گئیں اور وہاں ان کی بکر کے پستان چھوئے گئے۔ ان میں کی بڑی کا نام اہولہ اور اس کی بہن اہولیبہ اور وہ میری جوروان ہوئیں" (حزقی ایل نبی کی کتاب باب ۲۳ ورس ۱ تا ۴)

اگر عیسائی کہیں کہ یہ تمثیلاً کہا گیا ہے تو اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ ایک سے زیادہ عورتوں کو جورو بنانا خداوند خدا کے نزدیک ناپسند ہوتا تو وہ تمثیل میں دو عورتوں کو اپنی جوروان بنانے کا ذکر نہ کرتا۔

ہندوؤں میں کثرت ازدواج:

ازمنہ قدیم میں ہندستان میں بھی کثرت ازواج کا عام رواج تھا۔ جناب رام چندر جی مہراج کے والد مہاراجہ دسرت کی تین بیویاں تھیں۔ (۱) کوشلیا والدہ رام چندر جی۔ (۲) سترا والدہ لچھمن جی۔ (۳) کیکئی والدہ بھرت جی (راماءن)

پانڈوؤں کے والد کی دو بیویاں تھیں۔

(۱) کنتی والدہ یدھشٹر و بھیم سین وارجن۔ (۲) مادری والدہ نکل و سہدیو (مہابھارت) شری کرشن جی مہاراج کی اٹھارہ بیویاں تھیں۔ (کرشن چرتر از لالہ لاجپت رائے) سناتن دھرم اور آریہ سماج کی مستند تشریعی و فقہی کتاب نے صاف الفاظ میں اعلان کیا ہے:

(۱) "ایک آدمی کی چار پانچ زوجہ ہوں ان سب میں ایک پتروان (صاحب لولاد) ہو تو اس کے ہونے سے سب زوجہ

پتروان کھلاتی ہیں" (منو کرتی ادھیائے ۹ شلوک ۱۸۳)

(۲) "راجہ کھانا کھا کر عورتوں کے ساتھ محل میں بہار کرے" (منو سرتی ادھیائے ۷ اشلوک ۲۲۱)

یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۲۲ میں ہے:

"شری شچ تے لکشمیشچ پتینو" شری اور لکشمی پرماتما کی دو بیویاں ہیں۔

حیرت اور ہزار حیرت ہے کہ عیسائی حضرت ابراہیم حضرت یعقوب حضرت موسیٰ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کو باوجود کثرتِ ازواج صادق اور راستباز نبی مانتے ہیں تو حضور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر تعدد ازواج کا اعتراض کیوں کرتے ہیں۔

حضور آقائے دوجہاں سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت نبی کریم ﷺ کے تعدد ازواج کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور قابل غور و فکر ہیں۔

حضور سرور کائنات ﷺ کا پچیس سالہ عمر تک شادی نہ کرنا اور پچیس سال سے ترپن سال کی عمر تک ایک بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اکتفا کرنا جن کی عمر بھی حضور ﷺ سے پندرہ سال زیادہ تھی۔ حضور ﷺ کی پاکیزہ زندگی اور عصمت کبریٰ کا بین ثبوت ہے۔ جس مقدس و مطہر ذات گرامی کا جوانی اور عالم شباب میں اپنے آپ پر اس قدر کنٹرول اور ضبط ہو ان کا ترپن سالہ عمر کے بعد بڑھاپے میں جذبات جنسی سے مغلوب ہونا ناممکن ہے۔ حالانکہ مکی زندگی میں اشراف قریش نے حضور ﷺ کی خدمت میں نکاح کے لئے اپنی نوجوان اور ناکتخدا لڑکیوں کے رشتے پیش کیے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے متعدد ازواج کا اس لئے حکم دیا تھا کہ حضور ﷺ کے نکاحوں کی غرض و غایت محض دینی اور تبلیغی مصلحت تھی۔ قرآن حکیم میں حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا:

واذ کرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من آیت اللہ و الحکمتہ (پ ۲۲ الاحزاب)

اے نبی کی بیبیو! اسے یاد رکھو اور اس کا ذکر کرتی رہو جو تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت (حدیث) سے پڑھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ تمہاری زوجیت کا مقصد یہ ہے کہ تم قرآن مجید اور حضور ﷺ کے ارشادات و اعمال کو اپنے حافظہ اور اپنے عمل سے محفوظ کرو۔ قرآن و سنت کے محفوظ کرنے سے غرض یہ تھی کہ ان کی تبلیغ کرو تاکہ ہدایت کا موجب ہو۔ یہ وہ پاک غرض تھی جس کی تکمیل کے لئے حضور ﷺ کو متعدد نکاح کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

حضور رسالت مآب ﷺ نے مدینہ منورہ میں ۳ ہجری سے ۷ ہجری تک ۹ نکاح کیے۔ قرآن و حدیث شاہد ہیں کہ اسی زمانہ میں تشریعی احکام ان کی تفاصیل اور دین کے متعلق مختلف امور اس کثرت سے حضور ﷺ پر نازل ہوئے کہ ایک دو بیبیاں انہیں یاد نہ رکھ سکتی تھیں۔ مستورات ہی کے متعلق اس قدر اوامر و نواہی اور ان کی تفاصیل کا نزول ہوا تھا کہ انہیں حفظ کرنے اور مستورات میں قولی و عملی تبلیغ کے لئے حضور ﷺ کو متعدد ازواج مطہرات کی ضرورت تھی۔ تاکہ امہات المومنین حضور ﷺ سے دین سیکھ کر آئندہ لاکھوں مسلمان عورتوں تک اسلام کے احکام

وتفاصیل پہنچائیں۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کتب احادیث میں دو ہزار دو سو دس احادیث موجود ہیں۔ تفسیر القرآن، فتاویٰ شرعیہ اور حل مشکلات مسائل علمیہ کا شمار ان کے علاوہ ہے۔

(۲) کنواری عورتیں شادی کے بعد زیب و زینت کی دلدادہ ہوتی ہیں۔ عموماً ان کا زیادہ وقت بناؤ سنگار میں گزرتا ہے۔ اگر حضور خاتم الانبیاء ﷺ کا نکاح کنواری عورتوں سے ہوتا اور وہ فطرت نسوانی کے مطابق زیب و زیبائش میں وقت گزارتیں تو دین کب سیکھا جاتا اور تبلیغ دین کیسے ہوتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زوجیت کے لئے سوائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور کوئی کنواری بی بی منتخب نہیں فرمائی۔ حضور ﷺ کے لئے وہ عصمت مآب بیبیاں مقدر کی گئیں جو کنواری نہ تھیں تاکہ وہ ظاہری زیب و زینت سے بے نیاز رہ کر اپنے آپ کو صرف تعلیم و تبلیغ دین کے لئے وقف کردیں۔

(۳) حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے متعدد نکاحوں کی غرض اولاد نہ تھی غور کیجیے اگر گیارہ ازواج مطہرات کے دو دو تین تین بچے ہوتے تو ان کی پرورش ان کی نگہداشت اور بیمار بچوں کی تیمارداری پر امہات المومنینؓ کا کتنا وقت صرف ہوتا۔ وہ رات دن بچوں کی دیکھ بھال ہی میں منہمک رہتیں تو تعلیم قرآن وحدیث کس وقت حاصل کرتیں اور تبلیغ دین کس وقت کرتیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زوجیت کے لئے وہ ازواج مطہرات منتخب فرمائیں کہ جن کے اولاد پیدا نہ ہو تاکہ ان کے لئے سوائے حضور ﷺ سے دین سیکھنے اور دین سکھانے کے دوسرا کوئی مشغلہ ہی نہ ہو۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے حکم کے پیش نظر حضرت خاتم النبیین ﷺ نے بعض نکاح دینی مصلحت کے پیش نظر دشمن اسلام قوم میں سے کیئے تاکہ رشتہ کی وجہ سے اس دشمن اسلام قوم اور ان کے افراد کے دلوں سے عداوت کی جڑ کاٹ کر ان سے تعلقات پیدا کیئے جائیں اور اس طرح انہیں اسلام کے قریب لایا جائے جیسے حضرت صفیہ، حضرت جویریہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قوم یہود سے تھیں ان کے نکاح سے پیشتر کفار مکہ نے جس قدر لڑائیاں مسلمانوں سے کیں ہر لڑائی میں یہود علانیہ اور خفیہ مشرکین مکہ کا ساتھ دیتے رہے لیکن حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد یہود کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف شامل نہیں ہوئے۔

حضرت جویریہؓ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی تھیں۔ یہ قبیلہ جنگجو اور بہادر تھا یہ قبیلہ ہر جنگ میں مشرکین مکہ کا ساتھ دیتا رہا لیکن ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے بعد اس قبیلہ نے اسلام کے خلاف کسی جنگ میں شمولیت نہیں کی۔ حضرت ام حبیبہؓ مشرکین مکہ کے مشہور سردار ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ جنگ احد، حمراء الاسد، بدر الاخریٰ اور جنگ احزاب میں ابوسفیان مشرکین مکہ کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور ﷺ کے نکاح کے بعد ابوسفیان مسلمانوں کے مقابل کبھی لشکر نہیں لایا بلکہ کچھ عرصہ بعد خود ہی مشرف باسلام ہوگیا۔ رضی اللہ عنہ

(۵) بعض ایسی بے کس اور مظلوم مستورات سے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ نے نکاح کیا کہ جنہوں نے محض اسلام کی خاطر اپنے گھر بار، وطن اور رشتہ دار چھوڑ کر ہجرت کی تھی ان کے خاوند میدان جہاد میں شہید ہوچکے تھے اور مدینہ میں ان کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ جیسے حضرت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو مطلقہ ہوگئی تھیں۔

(۶) حضور سرور کائنات ﷺ نے متعدد نکاح کرکے بتادیا کہ جس کی چند بیویاں ہوں اسے سب کے ساتھ کس طرح

عدل کرنا چاہیے۔ خصوصاً اگر کسی ایک بیوی کے ساتھ طبعی میلان اور محبت دوسری بیویوں سے زیادہ ہو تو اپنی طرف سے کوئی ایسا سلوک نہ کرے۔ جس سے اس کی ترجیح ظاہر ہو کر دوسری ازواج کے حقوق میں کمی واقع ہو۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عملاً دکھا دیا کہ باوجود کہ آپ ﷺ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان کے کمالات علمی کی وجہ سے زیادہ محبت تھی مگر ان میں اور دوسری ازواج مطہراتؓ میں عدل و مساوات کا تقاضا یکساں رہا اور امور اختیاریہ میں برابری اور مساوات کا عملی نمونہ پیش کیا۔

(۷) حضور رسالت مآب ﷺ کی اندرون خانہ مصروفیات، گھریلو طرز زندگی، ازواج مطہرات سے حسن سلوک، راتوں کو گھر کے اندر کی عبادات کو امت تک پہنچانے کے لئے اس سے زیادہ شہادتوں کی ضرورت تھی اور یہ شہادت سوائے ازواج مطہرات اور کوئی ادا نہ کرسکتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تعدد ازواج کا حکم دیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

یایھا النبی انا احللنالک ازواجک (الاحزاب ۳۳ نمبر ۵۱)

اے نبی ہم نے تیرے لئے تیری ازواج کو حلال رکھا۔

(۸) دنیا میں مختلف مزاج کی عورتیں ہیں۔ امت کے افراد کو مختلف مزاج کی مستورات سے واسطہ پڑنا تھا اسلئے حضور رسالت مآب ﷺ نے مختلف مزاج کی ازواج مطہرات سے حسن سلوک کا کامل ترین نمونہ امت کے سامنے پیش کیا کہ ہر مزاج کی بیوی سے کیسا حسن سلوک کیا جائے۔

(۹) جو لوگ جذبات جنسی سے مغلوب ہوتے ہیں وہ اپنے مکانوں اپنے بنگلوں اور اپنے محلوں میں عیش و عشرت کے لئے مختلف اقسام کے سازوسامان مہیا کرتے ہیں اور اپنی بیویوں کی خوشنودی اور رضاجوئی کے لئے ان کی ہر فرمائش کو پورا کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے آخری مقدس رسول ﷺ کی زندگی اس قدر سادہ تھی کہ عرب کے شہنشاہ ہوتے ہوئے کھجور کی چٹائی، معمولی بستر، مٹی اور لکڑی کے چند برتن آٹا پیسنے کی چکی، مشکیزہ، خود، تلوار، ڈھال اور نیزہ کے سوا گھر میں اور کوئی سازوسامان نہ تھا۔ حضور امام الانبیاء ﷺ سے ازواج مطہراتؓ نے سونے کے زیورات، ریشمی پارچات اور اچھی قسم کے کھانوں کا مطالبہ کیا تو باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا و زینتھا فتعا لین امتعکن و اسرحکن سراحاً جمیلاً و ان کنتن تردن اللہ و رسولہ ولدارالآخرۃ فان اللہ اعد للمحسنت منکن اجراً عظیما (پ ۲۱ الاحزاب ۳۳ نمبر ۲۸، ۲۹)

اے نبی اپنی بیویوں سے فرمادیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ (میں تمہاری مطلوبہ اشیا تمہیں عطا کردوں) اور تمہیں نفع پہنچادوں اور پھر تمہیں نہایت خوبی سے رخصت کردوں اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو، تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے ازواج مطہراتؓ کو اس حکم خداوندی سے آگاہ فرمایا تو جملہ ازواج النبی ﷺ نے عرض کیا کہ ہم اپنے مطالبہ سے دست بردار ہوتی ہیں۔ ہمیں زرومال، زیورات اور فاخرہ لباس کی ضرورت نہیں ہم بدستور فقروفاقہ ہی میں زندگی بسر کرینگی۔ ہم اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور آخرت ہی کو اختیار کرتی ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے اور ان کا انجام

مولانا عبداللطیف مسعود

دین دشمن لابیوں کے لائق اور ہونہار سپوت مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مشن کی ترویج و تکمیل کے لئے ۱۸۸۰ء میں پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے اس نے اپنے مطلوبہ ہدف کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف اوقات میں مرحلہ وار رنگا رنگ کے دعوے اور اعلان کرنے شروع کر دیئے تا آنکہ ۱۸۹۱ء میں بظاہر دعویٰ مسیحیت اور ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت داغ دیا' پھر آنجناب نے ان مختلف دعووں کو نہایت چابکدستی سے ایک ہی لڑی میں پرو کر عوام الناس کے سامنے نہایت گھن گرج کے ساتھ پیش کیا اور قدم قدم پر وارننگ دینا شروع کر دی کہ میں خدا کا مامور ہوں۔ میری بعثت کے یہ مقاصد ہیں جو میں ہر صورت میں پورا کر کے جاؤں گا۔چنانچہ ایسے اظہار اور اعلانات مرزا قادیانی کی کتابوں میں بکثرت ملتے ہیں مگر ایک موقع پر مرزا قادیانی نہایت وضاحت اور اہتمام کے ساتھ ان مقاصد اور ان کی تکمیل کا اعلان یوں کرتا ہے۔

مرزا غلام قادیانی رقمطراز ہے

اے لوگو! تم یقیناً" سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے منہ اور ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے۔ ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سستی کروں اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر مجھے کچلنا چاہیں' انسان کیا ہے؟ محض ایک کیڑا اور بشر کیا ہے؟ محض ایک مضغہ پس کیونکر میں حی وقیوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین

میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتا ہے اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم' پس یقیناً" سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو اربعین ص ۱۴'۱۵ حصہ سوم خزائن ص ۴۰۰'۴۰۱ ج ۱۷

ملاحظہ فرمایئے کہ مرزا قادیانی کس دھڑلے اور اعتماد کے ساتھ اپنی حقانیت کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے مگر اس میں وہ کہاں تک کامیاب ہوا۔ اسکا ثبوت کسی دوسرے کی زبان سے نہیں یا حاصل مطالعہ اور ظن وتخمین سے نہیں بلکہ خود صاحب اعلان مرزا قادیانی کی زبان و قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔

قادیانی دعووں کا انجام اور نتیجہ

چناچہ وہ نہایت صفائی اور وضاحت سے خود ہی لکھتا ہے کہ

"مجھے افسوس ہے کہ میں اسکی راہ میں وہ اطاعت اور تقوی کا حق بجا نہیں لاسکا جو میری مراد تھی اور اسکے دین کی وہ خدمت نہیں کر سکا جو میری تمنا تھی میں اس درد کو ساتھ لے جاؤں گا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہئے تھا میں کر نہیں سکا......... جب مجھے اس نقصان کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی اور مردہ ہوں نہ زندہ" دیکھئے۔ مرزا صاحب کی ذاتی کتاب تتمہ حقیقتہ الوحی ص ۵۹ خزائن ص ۴۹۳ ج ۲۲

چناچہ اسی حقیقت کے پیش نظر مرزا قادیانی نے یہ اعلان کیا تھا۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

دردمندانہ اپیل اور پر سوز گذارش

جب صاحب دعویٰ نے بنفس نفیس اپنے تمام تر دعووں کے متعلق اعتراف ناکافی کرکے اپنے آپکو احاطہ انسانیت سے خارج کر لیا تو پھر کسی بھی قادیانی کو قادیانیت سے چمٹے رہنے کا کیا جواز ہے اب تو ہر قادیانی کو فی الفور مرزائیت سے توبہ کرکے اسلام میں واپس آجانا چاہئے۔

جماعتی سرگرمیاں

سہ ماہی اجلاس مبلغین کرام

رپورٹ: اورنگ زیب اعوان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کرام کا سہ ماہی اجلاس ۱۹/۱۸ ذوالحجہ ۱۴۱۷ء بمطابق ۲۸/ ۲۷ اپریل ۱۹۹۷ء دفتر مرکزیہ ملتان میں مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

اجلاس میں سکھر سے مولانا بشیر احمد' مرکز سے مولانا اللہ وسایا' مولانا خدا بخش' لاہور سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' کراچی سے مولانا محمد اشرف' پنوں عاقل سے مولانا جمال اللہ' گوجرانوالہ سے مولانا فقیر اللہ اختر' حافظ محمد ثاقب' ساہیوال سے مولانا عبد الخالق رحمانی' جھنگ سے مولانا غلام حسین' اوکاڑہ سے مولانا عبد الرزاق مجاہد' ٹوبہ ٹیک سنگھ سے مولانا قاضی احسان احمد' بلوچستان سے مولانا محمد علی' فیصل آباد سے سید ممتاز الحسن گیلانی' ٹنڈو آدم سے مولانا راشد مدنی' سانگھڑ سے مفتی حفیظ الرحمٰن' بہاولپور سے مولانا محمد اسحاق ساقی اور اسلام آباد سے محمد اورنگ زیب اعوان' حیدر آباد سے مولانا محمد نذر عثمانی نے شرکت کی۔

اجلاس میں ماہنامہ لولاک کی اشاعت پر قلبی مسرت کا اظہار کیا گیا' مبلغین کرام نے ماہنامہ لولاک کی اشاعت کے سلسلہ میں بھرپور معاونت کا اظہار کیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کی سربراہی میں ماہنامہ لولاک کے لیے مبلغین کی ایک کمیٹی بنائی گئی جو پرچہ کے تمام امور کی نگرانی کرے گی۔

نئے سال کے آغاز میں یکم محرم الحرام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سہ سالہ رکنیت سازی مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا اس سلسلے میں درج ذیل مبلغین کرام کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔

مولانا عبد العزیز و مولانا عبد الخالق رحمانی ضلع خانیوال' ضلع بہاولنگر' ضلع ساہیوال اور پاک پتن وہاڑی۔

جناب محمد اورنگ زیب اعوان	راولپنڈی ڈویژن' اسلام آباد' صوبہ سرحد اور آزاد کشمیر
مولانا غلام حسین جھنگوی	ضلع جھنگ

مولانا سید ممتاز الحسن گیلانی	ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع فیصل آباد
مولانا غلام مصطفیٰ	چنیوٹ ربوہ و گردو نواح کے چکوک
مولانا فقیر اللہ اختر و حافظ محمد ثاقب	ضلع گوجرانوالہ، ضلع گجرات، ضلع نارووال، ضلع سیالکوٹ، ضلع حافظ آباد، منڈی بہاؤالدین
مولانا محمد اسحاق ساقی	ضلع بہاول پور، ضلع لودھراں
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	ضلع لاہور، ضلع شیخوپورہ
مولانا عبد الرزاق مجاہد	ضلع اوکاڑہ، ضلع قصور
حافظ محمد حیات انگوی	علاقہ سون سیکسر
مولانا محمد علی صدیقی	صوبہ بلوچستان
مولانا خدا بخش	سرگودھا ڈویژن
مولانا بشیر احمد	ڈیرہ غازیخان ڈویژن
مولانا عبد الکریم	پرمٹ
حافظ احمد بخش	ضلع رحیم یار خان، تحصیل شجاع آباد
مولانا جمال اللہ	سکھر، شکارپور، لاڑکانہ
مولانا محمد نذر عثمانی مولانا راشد مدنی	ضلع خیرپور، ضلع نوشیرو فیروز، ضلع نواب شاہ، ضلع حیدر آباد، ضلع بدین، ضلع ٹھٹھہ
مولانا حفیظ الرحمان، مولانا عبد الغفور	ضلع سانگھڑ، میرپور خاص، ضلع عمرکوٹ

پورے ملک میں بعض حلقے خالی ہونے کے باعث جماعتی کام کا حرج ہو رہا تھا اس کی کو پورا کرنے کے لئے درج ذیل چار نئے مبلغین کرام کی تعیناتی کی گئی

مولانا عبد الغفور سندھی	مولانا احمد میاں حمادی کی سرپرستی میں
مولانا عزیز الرحمٰن	مولانا محمد اسماعیل کی نگرانی میں
مولانا محمد طیب	مولانا محمد فقیر اللہ اختر کی تربیت میں
مولانا عبید اللہ	مولانا عبد العزیز کے ساتھ بطور معاون اپنی خدمات سرانجام دیں گے

تبلیغی پروگرام:۔ رکنیت سازی مہم کے باعث آئندہ سہ ماہی کے لیے صرف مندرجہ

ذیل مقامات پر کانفرنسوں کا فیصلہ کیا گیا جس میں حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری' مولانا اللہ وسایا مرکز کی نمائندگی کریں گے

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴ جون بدین' مٹھی' خیرپور

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴ جولائی لاہور' شیخوپورہ' ساہیوال

ماہ ربیع الاول کے آخر میں جیکب آباد' لاڑکانہ' شکارپور مولانا اللہ وسایا صاحب

۹۔ ۱۰۔ ۱۱ جون گوجرانوالہ' سیالکوٹ

۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴ جون اسلام آباد' راولپنڈی' ہری پور

دعائے مغفرت

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مبلغ اور دار العلوم مدنیہ بہاول پور کے ناظم حضرت غلام مصطفیٰ مجدد قرات حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی مرحوم کے جانشین حضرت قاری محمد عبد اللہ کی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار کیا گیا اور فوت شدگان کے لیے دکھے دل سے اجتماعی دعا کی گئی

○ ایک قرار داد کے ذریعہ ملک بھر میں شیعہ' سنی فسادات اور دہشت گردی کی وارداتوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اور فریقین سے اپیل کی گئی کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں ان مذموم کاروائیوں کو روکنے کے لیے اقدام کریں۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ دہشت گردوں کو بلا امتیاز اور بغیر رعایت و مصلحت کے گرفتار کر کے خصوصی عدالتوں میں کیس چلائے جائیں اور دہشت گردوں کو واقعی عبرت ناک سزا دی جائے۔

○ دوسری قرار داد کے ذریعہ یوسف کذاب۔ جھوٹے مدعی نبوت اور موہن رسول کا چالان مکمل کر کے فوری طور پر ہائیکورٹ میں اسکا کیس ٹرائیل کرنے کا حکومت سے مطالبہ کیا گیا اور زامت کے جن افراد اور جماعتوں یا اداروں نے اس کذاب کے مکرو فریب کو آشکارا کرنے کے لیے کاوشیں کیں ان کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اور توقع کی گئی کہ اس کیس کے ملزم کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔ مرکزی مجلس عمل میں شامل تمام جماعتوں' روزنامہ خبریں کے ایڈیٹر جناب ضیاء شاہد' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور ملک کے ممتاز قانون دان جناب محمد اسماعیل قریشی کو خصوصی طور پر خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

اللہ رب العزت کا لاکھوں لاکھ شکر ہے کہ اس ذات نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنی ذمہ داری پوری کرنے کی توفیق بخشی۔ مجلس نہ صرف کیس میں مدعی ہے۔ بلکہ شب و روز اس کذاب کو

عدالتی سطح پر منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے کوشاں بھی ہیں۔

دو روز میں کئی اجلاس ہوئے ان اجلاسوں کی صدارت حضرت ناظم اعلیٰ اور حضرت مولانا بشیر احمد صاحب نے فرمائی۔ تلاوت کلام حضرت مولانا محمد نذر عثمانی اور حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن نے کی۔ دوسرے روز قبل از ظہر حضرت مولانا سید ممتاز الحسن گیلانی کی دعائے خیر پر بخیرو خوبی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

*

جماعتی رفقاء سے ضروری درخواست رکنیت وجماعت سازی کی استدعا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دستور کی رو سے ہر تین سال بعد نئی ممبر سازی اور جماعتی انتخابات ضروری ہیں۔ نئے سال کے آغاز ماہ محرم الحرام سے ملک بھر میں عالمی مجلس کی ممبر سازی اور مقامی مجالس کی تشکیل کا کام شروع ہے۔ ملک بھر میں مقامی مجالس کی تشکیل و تنظیم اور انتخابات کے مکمل ہوتے ہی انشاء اللہ العزیز مرکزی سہ سالہ انتخابات ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد (ربوہ) کے موقع پر ماہ اکتوبر میں ہوں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک تبلیغی، مذہبی جماعت ہے اسکا ملک کی مروجہ الیکشنی سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔ فرقہ واریت سے پاک، خالصتاً رحمت عالم ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ اسکا طرہ امتیاز ہے۔ ہر مسلمان جو کسی بھی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہو مجلس کا ممبر بن سکتا ہے۔ آپ حضرات غور فرمائیں کہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تازیست ختم نبوت کی ممبر شپ قبول فرمائی تھی۔ ہمارے بزرگوں کی خواہش تھی کہ جسطرح ہر قادیانی جہاں کہیں بھی ہو وہ اپنی جماعت کا ممبر ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان چاہے وہ کسی سیاسی جماعت و ادارہ، حکومتی عہدہ و ملازمت یا کسی بھی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہو۔ اسے ختم نبوت کی ممبر شپ قبول کرنی چاہیئے۔ تمام ساتھی اس کے لیے محنت فرمائیں۔ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ ممبر سازی کے عمل میں شریک ہونے کی دعوت دیں۔ ہر اہم شہر و دیہات میں مجلس کی مقامی جماعتوں کی تشکیل ہونی چاہیئے۔ یہ ضروری ہے ایمان و عقیدہ کے لحاظ سے بھی اور وقت کے تقاضے کے لحاظ سے بھی۔ سہ سالہ رکنیت شپ کے لیے پانچ روپے ادا کر کے مجلس کا رکن بنا جاسکتا ہے اور جو حضرات تین سو روپے یکمشت ادا کریں گے وہ تازیست مجلس کے رکن ہوں گے۔ آگے بڑھئیں "صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داران کے لیے" رحمت حق اور شفاعت نبوی ﷺ ہم سب پر سایہ فگن ہو۔ اور دنیا و آخرت کی خیرو برکت سے حق تعالیٰ ہم سب کو وافر حصہ نصیب فرمائیں۔ (آمین)

تبصرہ کتب (ادارہ)

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے تبصرہ باری پر ہو گا فرقہ وارانہ کتابوں پر تبصرہ نہیں ہو گا۔ (ادارہ)

احتساب قادیانیت

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمتہ اللہ علیہ کو قدرت نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ بیک وقت قادرالکلام خطیب' تمام ادیان باطلہ کے خلاف کامیاب ترین مناظر اسلام' ایک صوفی درویش منش عالم دین' جفاکش اور بہادر جرنیل' منکسرالمزاج کارکن' غضب کا حافظہ اور بلا کی یادداشت' غرض یہ کہ ایسی گوناں گوں صفات سے قدرت نے اپ کو "آیتہ من آیات اللہ" بنا دیا تھا۔ حضرت مولانا خطیب ہونے کے علاوہ ایک قابل فخر صاحب قلم بھی تھے جہاں تقریر میں بلا کی کاٹ تھی وہاں تحریر میں غضب کی گرفت' دشمن کو قلم کی نوک پر لا کر اسے ایسے احتسابی شکنجہ میں کس دیتے تھے کہ اس سے نکلنا دشمن کے لئے دشوار ہو جاتا۔ حضرت مولانا مرحوم کے قادیانیت پر چودہ مختلف رسائل شائع ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شعبہ نشرو اشاعت نے ان تمام رسائل کا مجموعہ احتساب قادیانیت کے نام سے ایک کتاب کی شکل میں شائع کر دیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن پیش نظر ہے' اس کے تین صد صفحات ہیں عمدہ طباعت' بہترین کاغذ' خوبصورت جلد' رنگین ٹائٹل' کمپیوٹر کتابت ان تمام تر خوبیوں کے باوجود قیمت یک صد روپے

قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے' وی پی نہ ہو گی۔

ملنے کا پتہ: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے

فتنہ قادیانیت کے خلاف گزشتہ دو عشروں میں اعلیٰ عدالتوں نے جو فیصلے صادر کئے ان کو اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ لاہور ہائی کورٹ کے پانچ مختلف تاریخی فیصلے' بلوچستان ہائی کورٹ کا

ایک فیصلہ' وفاقی شرعی عدالت کے دو فیصلے' سپریم کورٹ اپیل بینچ کا ایک فیصلہ اور سپریم کورٹ آف پاکستان کا ایک فیصلہ 'یوں دس تاریخی فیصلے اس کتاب میں شامل کر دیئے گئے ہیں' بحمد تعالیٰ یہ کتاب ایک تاریخی عدالتی ایسی دستاویز ہے جو کسی عالم دین کی تصنیف نہیں' بلکہ گرامی قدر' ذی وقار ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججز کے وہ تاریخی فیصلے ہیں جو قادیانیت کے کفر پر عدالتی مہر ہیں۔

ان فیصلوں نے قادیانیت کے کذب و افترا' دجل و تلبیس' کفر و ارتداد کو ایسے بیان کر دیا ہے جو رہتی دنیا تک قادیانیت کے کفر کو آشکارا کرتے رہیں گے' مکرمی عالی جناب ملک فیاض اختر نے ان کو کتابی صورت میں جمع کر کے ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے خوبصورت مضبوط جلد' چہار رنگا ٹائٹل سفید عمدہ کاغذ' کمپیوٹر کی جدید ترین کتابت' صفحات پونے سات صد قیمت ڈیڑھ صد روپے۔ اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی زیادہ رعایت ممکن ہے اتنی تاریخی دستاویز خوبیوں کا مرقع اور اتنی سستی خالصتہ" تبلیغی نکتہ نظر سے شائع کی گئی ہے ہر لائبریری میں ہونا ضروری ہے' اس کے بغیر لائبریری نامکمل ہو گی' رقم کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے' وی پی نہ ہو گی'

ملنے کا پتہ: دفتر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔

انتخاب وارڈ یانوالہ تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ

امیر۔ میاں سیف اللہ | ناظم: میاں خلیل الرحمن
ناظم تبلیغ۔ صوفی قطب الدین | ناظم نشرواشاعت۔ قاری عبدالغفار
خازن ۔ صوفی رفیق احمد | نمائندہ مجلس عمومی میاں خلیل الرحمن

انتخاب بستی رنوجہ کوٹ رتہ تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ

امیر ۔ مولانا قاری حفیظ اللہ | ناظم۔ مولانا عطاء اللہ
ناظم تبلیغ مولانا احمد علی | ناظم نشرواشاعت۔ حافظ محمد قاسم
خازن ۔ حافظ اللہ داد | نمائندہ مجلس عمومی ۔ مولانا قاری حفیظ اللہ

ختم نبوت

حیات عیسیٰ علیہ السلام۔ظہور مہدی خروج دجال اور قیامت پر مشتمل

چہل حدیث

مولانا محمد طیب / مولانا قاضی احسان احمد

حدیث نمبر۱

عن ابی هريره رضی اللہ تعالی عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا وارسلت الی الخلق كافة وختم بی النبيون (رواه مسلم ۱۹۹ ج۱ مسند ابو عوانہ۳۹۵ ج۱ مشکوۃ ص۵۱۲

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے (۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی (۳) مال غنیمت میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے (۴) روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا ہے (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے (۶) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔(ترجمہ از تحفہ قادیانیت)

حدیث نمبر۲

عن ابی امامة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خطبة يوم حجة الوداع ايها الناس انه لا نبی بعدی ولا امة بعدكم فاعبدوا ربكم وصلوا خمسكم وصوموا شهركم وادوا زكوة اموالكم طيبة بها انفسكم واطيعوا ولاة امركم تدخلوا جنة ربكم۔ رواہ بسند احمد ج۵ ص۲۹

ترجمہ:۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔ خبردار! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اپنے اموال کی زکوۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو اور حکام کی اطاعت کرتے رہو تو تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

حدیث نمبر ۳ عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنتہ من زاویتہ فجعل الناس یطوفون بہ و یعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنتہ وانا خاتم النبین (رواہ البخاری ج ا / ص ا ۰ ۵ مسلم ج ۲ / ۲ ۴ ۸ مشکوۃ / ص ا ۵ ا

ترجمہ :۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسکو بہت عمدہ اور آراستہ بنایا مگر اسکے گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی پھر لوگ اسکے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہوجاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور میں ہی نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں (ترجمہ از ختم نبوت کامل)

(بقیہ از ص ۲۸)

ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی علم نہیں۔ یہ سن کر میاں صاحب بالکل جھک کر بیٹھ گئے۔ اب وہ سب اکڑ فوں ختم ہو گئی۔ گفتگو شروع ہوئی جو اڑھائی گھنٹے تک جاری رہی قاضی صاحب نے معلومات کا ذخیرہ جمع کر دیا۔ وہ حیران سے حیران تر اور پریشان سے پریشان تر ہوتا چلا گیا۔ اب قاضی صاحب نے اسے گریبان سے پکڑلیا اور محبت سے کبھی اپنی طرف کھینچتے اور پھر کبھی ڈھیلا کر کے اسے پیچھے لے جاتے اور اپنی خاص ادامیں فرماتے میاں صاحب ابھی تو آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں جا کر اپنے فرائض کے متعلق جواب دینا ہے کہ آپ نے اسلامی حکومت کے ایک بہت بڑے صوبہ کی ذمہ داریوں کو کیوں نہیں ادا کیا تھا۔

قاضی صاحب ایک دفعہ قلات گئے تو نواب احمد یار نے انہیں اپنے ہاں مہمان ٹھہرایا۔ قاضی صاحب نے انہیں بھی ان تمام خطرات سے آگاہ کیا جو ملک اور اسلام کو مرزائیوں سے لاحق ہیں۔ نواب صاحب قاضی صاحب سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ایک موقعہ پر قاضی صاحب کے جوتے اٹھا کر ان کے سامنے سیدھے کر کے رکھ دیئے اور اس طرح اپنی نیاز مندی کا اظہار کیا قاضی صاحب مرحوم یہ واقعہ سناتے وقت فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ جب کہ میں نے اپنی والدہ بزرگوار کی خدمت کرتے ہوئے ان کے سامنے عجز اور محبت سے جوتے سیدھے کر کے رکھے تھے تو میری والدہ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا تھا۔ بیٹا ایک وقت آئے گا کوئی بادشاہ تیرے سامنے جوتا نیاز مندی سے سیدھا کر کے رکھے گا غرضیکہ قاضی صاحب مرحوم ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے بھرپور زندگی بسر کی جیلیں کاٹیں قربانیاں دیں ایک تحریک کے دوران پولیس کی لاٹھی چارج میں ان کے بازو کی ہڈیاں توڑ دی گئیں تھیں ملت اسلامیہ کے لئے بے مثال خدمات سر انجام دیں اور مطمئن ضمیر لے کر اللہ کے پاس چلے گئے۔ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ۱۲ شوال ۱۳۸۲ ہجری مطابق ۹ مارچ ۱۹۶۳ء سے ۹ شعبان ۱۳۸۴ ہجری مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۶ء عیسوی تک ۳ سال ۸ ماہ ۷ دن باقاعدہ امیر اور سربراہ رہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد

کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم

انک حمید مجید

اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد

کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم

انک حمید مجید

كتبه العبد نفيس الحسيني [illegible] في رمضان المبارك سنة ١٤١٣

فہرست کتب عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت

1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ۔جدید ایڈیشن	جناب پروفیسر الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ	150
2	تحفہ قادیانیت جلد اول	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	100
3	تحفہ قادیانیت جلد دوئم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	100
4	تحفہ قادیانیت جلد سوئم	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	170
5	تحفہ قادیانیت انگلش	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	200
6	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کا عقیدہ مجددین واکابرین کی نظر میں	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	40
7	رئیس قادیان	حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ	100
8	ھدیۃ المھدیین (عربی)	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ	15
9	التصریح بما تواتر فی نزول المسیح (عربی)	حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	50
10	قادیانیت کا سیاسی تجزیہ	حضرت مولانا صاحبزادہ طارق محمود صاحب	100
11	احتساب قادیانیت	حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ	70
12	قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	50
13	تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء (جلد سوم)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	120
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
15	تحفظ ناموس رسالت اور توہین رسالت کی سزا	جناب ساجد اعوان صاحب	150
16	کلمہ فضل رحمانی	جناب قاضی فضل احمد گرداسپوری	25
17	ہائیکورٹ لاہور کا فیصلہ	چیف جسٹس خلیل الرحمن صاحب	10
18	ہرچہ گویم حق گویم	جناب سید محمد امین گیلانی صاحب	10
19	مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت	جناب حافظ عبید الرحمن صاحب	10

(نوٹ) کتابوں کی قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے۔ وی۔پی نہ ہوگی۔ ڈاک خرچہ بذمہ دفتر

ملنے کا پتہ

ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون 514122

بارھویں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

سالانہ

ختمِ نبوت کانفرنس

برمنگھم

بمقام جامع مسجد برمنگھم

۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

صبح 9 بجے تا شام 7 بجے

مورخہ ۱۰ اگست

۱۹۹۷ء بروز اتوار

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت ☆ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام ☆ مسئلہ جہاد ☆ قادیانیت کے عقائد وعزائم ☆ مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی ☆ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن۔ ایس ڈبلیو 9,9 ایچ زیڈ یو کے

فون: 8199 - 737 - 071

الکتاب گرافکس کمپیوٹر پبلشرز پل شوالہ ملتان 584604